اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ ہدیہ بمقالہ از حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مسمیٰ بہ

اسولۃ الخاملۃ و اجوبۃ الکاملۃ

١٣٢٢ھ

باہتمام احقر الانام محمد عبد الاحد عفا اللہ عنہ الصمد بماہ محرم سنہ ١٣٢٢ ہجری نبوی م

در مطبع مجتبائی واقع دہلی مطبوع شد

اور حضرت اسے شنیں اگر فی التحقیق موافق قول ابو بکر کے وہ مزمار شیطانی تھا تو آنحضرت کی عصمت میں داغ لگا کہ آنحضرت کو فاسق بنایا معصوم نہ ٹھہرے الجواب الاول - اہل سنت وجماعت جو مرثیہ خوانی کو منع کرتے ہیں تو نہ باین وجہ کہ یہ اقسام راگ سے ہے اور راگ ممنوع ہے اگر یہ وجہ ہوتی تو سائل کا کہنا بجا تھا کہ ہم مرثیہ سوز میں سنتے ہیں جسکو گٹکری کہتے ہیں وہ نہیں سنتے بلکہ وجہ ممانعت یہ ہے کہ مرثیہ خوانی پر کیا متقرر ہے تعزیہ داری[1] علم برداری سینہ زنی وغیرہ بدعات شنیعہ سب ایجاد بندگان ہوا و ہوس ہیں نہ خدا تعالےٰ نے اس قسم کی باتوں کے لئے ارشاد فرمایا نہ جناب سرور کائنات علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات والتسلیمات نے یہ راہ بتائی ہاں کلام اللہ میں ہے تو یہ ارشاد ہے - وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ جسکے یہ معنی ہیں جو لوگ حدود اللہ سے آگے بڑھجاویں وہی ظالم ہیں اور یہ بھی ارشاد ہے کہ - اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ یعنے اے لوگو تابعداری کرو اُس چیز کی جو تمہاری طرف نازل کیگئی ہے اور نہ پیروی کرو سوا اللہ کے اوروں کی اور حدیث صحیح تو یہ ارشاد ہے - مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ[2] یعنے جسنے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات نکالی وہ مردود ہے اور سب اہل

---

[1] ایک قبح شرعی ہی نہیں بلکہ یہ امور قبح عقلی سے خالی نہیں - للّٰہ ذرا غور فرمایئے انصاف کیجئے کیا حسن و قبح عقلی کے قائل ہونیکا یہی ثمرہ و نتیجہ ہے - کیا یہ امور بچوں کے کھیل کے قدم بقدم نہیں ہیں جیسے لڑکے لکڑی کا گھوڑا بناکر دانہ گھاس ڈالتے ہیں ہانکتے ہیں دوڑاتے ہیں - اور لڑکیاں گڑیاں بناکر شادی بیاہ چوتھی چھٹی وغیرہ سب کچھ رسوم مروجہ کرگذرتی ہیں - بغور ملاحظہ فرمایئے یہ وہی ہندوستانی خود ایجاد رواج ہے کہ فرضی اور نقلی امور کے ساتھ اصلی اور واقعی کا سا معاملہ کیا جاتا ہے کنہیا کا جنم اُدن کا میلہ وغیرہ سب اُسی خود ایجاد عملدرآمد کا جھمیلا ہے ۱۲ محمد حسین بانکپوری عفی عنہ -

[2] ذری آنکھیں کھولیے ہوش سنبھالیے دیکھئے تو ہمارے سچے مخبر پیارے رسولؐ کا یہ ارشاد بھی کیا صاف در شین آئینہ ہے جسمیں سنت و بدعت کی صورت کیا بلکہ حقیقت کس وضاحت سے ظاہر و باہر ہے صاف جو کسی نے خواہ وہ عالم فاضل قاضی مفتی غوث قطب ہی کیوں نہو اَحْدَثَ کوئی نئی بات نکالی جسکا وجود وثبوت پہلے سے نہو فِیْ اَمْرِنَا ہمارے اس امر یعنے دین میں تو اس صورت میں احداث کی تین قسمیں ہوئیں الاحداث فی امرنا - یعنے نئی بات ہمارے اس دین میں نکالنی کا الاحداث فی غیر امرنا یعنے ہمارے اس دین کے غیر میں کوئی نئی بات نکالنی الاحداث لامرنا یعنے ہمارے اس دین کے لئے کوئی نئی بات نکالنی دیکھو یہی پہلا احداث ہے جو بدعت شرعی اور بدعت سیئہ ہے جسکی تمثیل و تصریح مولانا مرحوم نے کمی بیشی نسخہ کے ساتھ فرمائی ہے اور دوسرا احداث بدعت شرعی اور سیئہ نہیں کیونکہ وہ احداث فی امر الدین نہیں بلکہ دینی اور شرعی باتوں کے علاوہ کسی دنیاوی امر میں کوئی نئی بات نکالنا مباح ہوگا بشرطیکہ وہ نئی بات محرمات اور مکروہات میں سے نہو جیسے چارپائی تو شک - اگر کرتا یا پاجامہ وغیرہ وغیرہ کہ انمیں روز بروز انواع قسم کی تراش خراش ہوا کرتی ہے - اور تیسرا احداث بھی بدعت شرعی اور بدعت سیئہ نہیں اسواسطے کہ لامر الدین یعنے دین کی مصالح اور ضروریات کے لئے کوئی نئی بات نکالنی ہرگز بدعت نہیں جیسے علم صرف ونحو کی تدوین اور کتب فقہ و اصول کی تالیف و تصنیف بغرض سہولت و آسانی تعلیم و تعلم کے لئے ہے جسکو مولانا مرحوم نے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین
وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد ہر چند کہ تحریر سوالات مسطورہ سے سائل کی لیاقت اور حسن فہم ایسا
آشکار ہے جیسے کالے توے مین چاند نا مگر بدین نظر کہ اگر ایسے سوالات کا جواب نہین دیا جاتا
اور یون سمجھکر کہ جواب جاہلان باشد خموشی ؛ ایسے خرافات کے جواب مین سکوت کیا جاتا ہے
تو جاہلون کو اور بھی جرأت ہو جاتی ہے اور باطل کو اور بھی حق سمجھنے لگتے ہین اسلیے مختصر مختصر
جواب سوالات بعد تحریر سوال مرقوم ہوتے ہین ؛ السوال الاول- ہم مرثیہ سوز مین سنتے ہین
ہان جسے گٹکری کہتے ہین وہ نہین سنتے کہ وہ راگ ہے اور راگ حرام ہے اور حرمت اُسکی خواہ
قرآن مین ہو خواہ مرثیہ مین اُسے ہم منع کرتے ہین بخلاف سُنیونکے کہ صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ ۲۹۲ چھاپہ
نولکشور مین موجود ہے کہ آنحضرت کے حضور مین دو عورتین گانے والیان راگ گاتی تھین اُسمین خلیفہ
اوّل آئے اور کہا کہ مزمار شیطانی حضرت کے پاس آیا اُسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ جانے دو آج دن عید کا ہے سو معاذ اللہ خلیفہ اوّل اُسے مزمار شیطانی بتائین

ناک اپنی مقدار معین سے کم ہو جب بُری معلوم ہوتی ہے زیادہ ہو جب بُری ایک ناک کی جگہ اگر دو ناکین ہون اور دو آنکھونکی جگہ اگر تین ہون ویسے ہی بُری معلوم ہونگی جبکہ فرض کیجیے کسی کے اصل سے ناک نہو یا آدھی ہو بالجملہ جیسے ہمارے تمہارے وجود مین کمی بیشی اپنے اندازے سے بُری معلوم ہوتی ہے ایسے ہی دین مین بھی کمی بیشی اندازہ نبوی سے بُری اور ناموزون ہوگی اس مثال کے سننے کے بعد اہل انصاف تو انصاف ہی فرمائین گے اور جنکو خدا نے چشم انصاف عنایت نہین کی وہ ہماری تو کیا خدا و خدا کے رسول کی بھی نہین مانتے باقی سائل نے جو کچھ خلیفہ اوّل پر طعن فرمائے ہین اُسکا جواب بطور تحقیق تو اتنا ہی بہت ہے کہ ابو بکر صدیقؓ اہل سنت کے نزدیک نبی نہین جو تمام احکام اُنکو معلوم ہوتے مزامیر کی بُرائی سُنی ہوئی تھی پر یہ تفصیل معلوم نہ تھی کہ دف عید کے دن جائز ہے اور باقی مزامیر حرام سو اپنے خیال کے موافق منع فرمایا باقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیدار ہونا اُنکو بالیقین معلوم ہوتا تو پھر اس اعتراض کی گنجائش بھی تھی کہ ابو بکر صدیق اُسکو مزامیر سمجھے تھے تو یون معلوم ہوتا ہے کہ اُنھون نے نبی کو مزمار شیطانی کا سُننے والا سمجھا اور معصوم نہ سمجھا علاوہ برین اعتراض اُسے کہتے ہین کہ جسپر اعتراض کیا جائے اُسکی اُن باتونکو توڑیے جو اُسکے نزدیک مسلم ہون اور اگر اُسکے نزدیک ایک بات مسلم ہی نہین تو اُسکا توڑنا اُسکو کیا مضر مثلاً اہل اسلام پر یہ اعتراض اسے کہتے ہین کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا نعوذ باللہ نبی نہونا ساحر کاہن دنیا پرست ہونا ثابت کرے اور ابو جہل کا کافر یا دنیا پرستی اور برائی کا ثبوت اہل اسلام کو کیا مضر ہے سو اہل سنت وجماعت کے نزدیک مباحات جیسے امتیون کو مباح ہوتے ہین انبیا کو بھی مباح ہوتے ہین ہان اتنا فرق ہے کہ بہت سے مباحات امتیون کے حق مین کسیقدر مکروہ ہون تحریمی نہ سہی تنزیہی سہی پر انبیا کے حق مین وہی مباحات سو باین وجہ کہ اُنکے فعل سے اباحت معلوم ہوتی ہے موجب ثواب ہو جاتے ہین ظاہر باتون مین اسکی ایسی مثال ہے جیسے غذائے قوی ضعیف المعدہ کے حق مین موجب نقصان اور قوی المعدہ کے حق مین باعث قوت لیکن ظاہر ہے کہ امور مکروہ مین اشتراک شیطانی ضرور ہوتا ہے بہت نہین تھوڑا ہی سہی باعث عذاب نہو

اہل اسلام یہانتک کہ شیعہ بھی اسبات کے معترف ہین کہ مرثیہ خوانی تعزیہ داری علم برداری سینہ زنی سیہ پوشی وغیرہ بدعات معمولہ شیعہ کا پتہ نہ کلام اللہ مین ہے نہ حدیث مین نہ خدا نے ان کامونکے لیے فرمایا نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ راہ بتائی پھر اسطرح ان کامون کا معتقد ہونا اور ان واہیات پر ثواب عظیم کا اُمیدوار ہونا حدود اللہ سے نکل جانا ہے یا نہین اور نئی بات کا دین مین نکالنا ہے یا نہین بالجملہ شیعہ موافق ارشاد آیۃ - وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ کے ظالم ہین اور موافق ایمائے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ ساری باتین مردود ہین اسلیئے اہل سنت و جماعت اُنپر اعتراض کرتے ہین نہ بوجہ راگ ہونے کے فقط مرثیہ خوانی ہی کو منع کرتے ہین اب لازم یون ہے کہ شیعہ انصاف فرمائین اور راہ پر آئین ورنہ وہ جانین خدا سے معاملہ پڑتا ہے نیک و بد کا حساب اب اُسکے ہاتھ ہے در بارۂ وجہ ممانعت اگر تسکین خاطر ہو اور خدا کے ارشاد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان سے دل کی اُلجھن نہ کھلے تو ایک مثال عرض کرتا ہون اُسکو غور کرینگے تو یہ عرض مان ہی لینگے انشاء اللہ تعالیٰ جیسے ہمارے تمہارے جسم مین ہاتھ پانْوں آنکھ ناک اعضا ہین اور ہر ایک کے لیے ایک ایک مقدار ہے دو ہاتھ دو پانْون دو آنکھین پانچ اُنگلیان ہر ہر ہاتھ پانْون مین ایک مُنھ ایک ناک علی ہذا القیاس دین مین بھی بہت سے ارکان ہین نماز روزہ حج زکوۃ اور پھر ہر ایک کی ایک مقدار ہے نمازین رات دن مین پانچ تو روزہ برس روز مین تیس علی ہذا القیاس زکوۃ ہر سال ہے حج عمر بھر مین ایکبار مگر جیسے آنکھ

(نوٹ بقیہ متعلقہ صفحہ ۳) شریعت بنفسہ کے ساتھ تمثیل فرمائی اور یہی احداث اگر کسی فرض شرعی کی ضرورت کے لیے ہے تو بدعت مفروضہ ہے اور واجب شرعی کے لیے بدعت واجبہ اور مسنون و مستحب شرعی کے لیے بدعت مسنونہ و مستحبہ ہے اسلیئے کہ یہ احداث اسی شرعی امر کا تابع اور اسی سے ملحق ہے پس جیسا متبوع ویسا تابع اور اسی کو ملحق بالسنتہ یا بدعت حسنہ کہیئے اسلیئے کہ اسمین کوئی حسن ذاتی نہین بلکہ اسکے متبوع ہی کا حسن ہے جسنے اسکو حسن بنا دیا پس جسمین اس قسم کا حسن نہین وہ بدعت حسنہ نہین اور پھر جسوقت یہ امور اپنے متبوع اور ملحق بہ سے الگ ہوگئے اور اُس امر شرعی کو انکی ضرورت باقی نہ رہی تو اُسوقت اُنکا حسن بھی کافور ہو جائیگا - اب یہی پہلا احداث بدعت سیئہ اور داخل کلیہ شارع علیہ السلام کل بدعت ضلالۃ ٹھہرا اور واضح ہوگیا کہ پہلی ہی قسم کا احداث کلیۃً بدعت سیئہ ہے اور جو امور پہلے سے اشارۃً یا کنایۃً یا ضمناً شریعت سے ثابت ہو چکے ہون اور کسی وقت مین انکا ظہور و شیوع ہو جائے تو وہ احداث ہی نہین بلکہ وہ سنن متروکہ مین سے ہونگے جیسے نماز تراویح وغیرہ اور یاد رہے کہ جس احداث کی شرعاً اجازت ہے اگر ان امور محدثہ مین کوئی شرعی قباحت کسی طور نکل آئے تو وہ بھی ممنوع ہو جائینگے ۱۲ محمد حسین مانکپوری۔

اور سورہ شعرا مین جملہ فَاَرْسِلْ اِلٰی ھٰرُوْنَ بھی دیکھا ہوگا جسکو اپنے ماقبل اور مابعد کے ملانے
سے یہ بات نکلتی ہے کہ حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کے لئے نبوت کی استدعا اُسیوقت کی ہے
کہ جسوقت اُنکو خلعت نبوت حاصل ہوا غرض فرعون کیطرف جانے سے پہلے حضرت ہارون کی نبوت
کے خواستگار ہوئے اور پھر قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَکَ یٰمُوْسٰی[۱] سورہ طٰہٰ اور کَلَّا فَاذْھَبَا بِاٰیٰتِنَا
اِنَّا مَعَکُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ سورہ شعرا مین موجود ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دعا اور استدعا
فرعون کیطرف جانے سے پہلے ہی مقبول ہوئی یہ سارے حوالے اسلئے دیے کہ کوئی حجتی لا اُمتی بوجہ تکرار
نکرے اگرچہ شیعہ اپنی ہٹ دھرمی سے ابھی باز نہ آئین کلام اللہ کو بیاض عثمانی بتلائین کلام
ربانی نہین چنانچہ کہتے ہین اور اسلئے علمائے اہل سنت نے اور نیز اس ہیچمدان نے ہدیۃ الشیعہ مین
اسکے جوابات دندان شکن لکھے ہین اور اُن سب سے بڑھکر یہ ہے کہ اگر شیعہ اصل سے کلام اللہ کو نمانین
تو ہمارا ادھر بھی حساب اور لیکھا ہے اُدھر نہین ادھر ہی آپکو سمجھا لینگے آخر شیعہ و سُنی حدیث ثقلین کے
سبھی قائل ہین اس حدیث کا ماحصل یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مین
تم مین دو بھاری چیزین چھوڑے جاتا ہون ایک کتاب اللہ دوسری اپنی عترت جبتک تم
ان دونون کو پکڑے رہوگے تب تک گمراہ نہوگے اور ظاہر ہے کہ کلام اللہ کسی پاس ہو اور
نہ پکڑے یعنی اُسپر عمل نکرے یا پاس نہو کوئی چھین لیجائے یا جلا دے جیسا حضرات شیعہ بہ نسبت
جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے گمان رکھتے ہین کلام اللہ پر عمل نکرنا دونون صورتون مین برابر ہین
صرف اتنا فرق ہے کہ پہلی صورت مین مثل کفار زمانہ سید الابرار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہونگے دوسری صورت مین مثل کفار زمانہ جاہلیت کے بالجملہ کلام اللہ کے عالمون حافظون پر یہ
بات مخفی نہین کہ حضرت ہارون فرعون کے پاس جانے سے پہلے نبی ہوچکے تھے اور علیٰ ہذا القیاس
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا توراۃ کے لئے کوہ طور پر جانا اور حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ

(بقیہ نوٹ متعلقہ صفحہ ۶) آسانی عطا فرما وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ اور میری زبان کی لکنت دور فرما تاکہ میری بات لوگ
سمجھین وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ ھٰرُوْنَ اَخِی اشْدُدْ بِہٖٓ اَزْرِیْ وَاَشْرِکْہُ فِیْٓ اَمْرِیْ اور میرا وزیر و مشیر میرے بھائی ہارون کو
بنادے جس سے میری کمر ہمت مضبوط ہوجاوے اور اسے میرے امور رسالت مین شریک کر ۱۲

[۱] فرمایا اللہ پاک نے اے موسیٰ تمکو یہ سب باتین دیگئین تمہاری دعائین قبول ہوئین - ۱۲

سبب کراہت ہی سہی سو اگر فرض کیجیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہی تھے اور ابوبکر صدیق رضی
کو آپکی بیداری کی اطلاع بھی تھی اور ادھر یہ امر مباح بوجہ کراہت خالی تر شیطان سے نہو
تب بتیں برین نیست کہ بوجہہ مذکور انھون نے اُسکو مزمار شیطانی کہا ہو مگر اس سے یہ کہان سے
لازم آیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین بھی یہ اُسکا سننا بوجہ اغواء شیطانی ہو
ایک فعل ایک کے حق مین موجب ثواب اور دوسرے کے حق مین موجب عذاب ہوتا ہے چونکہ
سُننی سُنائی کا ذکر ہے تو مین بھی اسی ضلع کی مثال عرض کرتا ہون کلام اللہ کا سُننا بعضو نکے
لیے باعث ہدایت اور موجب ثواب اور بعضون کے لئے ضلالت و باعث عذاب ہے مین
نہین کہتا کلام اللہ ہی مین ارشاد ہے یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا اب دیکھیے ثواب
عذاب مین زمین و آسمان کا فرق ہے ایک فعل مین جب یہ دونون مجتمع ہوسے تو اباحت اور
کراہت تو نیچے کے درجہ مین ہے یہ دونون اگر بہ نسبت دو شخصون کے مجتمع ہو جائین تو اتنا نسخ
کیون ہے یا حضرت خلیفہ اول ہی سے ضد ہے کہ وہ سیدھی کہین تب بھی اُلٹی ہی سمجھین یہانتک تو
بطور تحقیق جواب تھا اب بطور الزام سُنیے ہماری نہین مانتے تو خدا کی تو مانیے خداوند علیم حضرت
ہارون علیہ السلام کو اپنے کلام پاک مین نبی فرماتا ہے کبھی بھولے چوکے کلام اللہ دیکھا ہو تو شیعون نے
سورہ مریم مین یہ آیت بھی دیکھی ہوگی وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا۔ جسکے
یہ معنی ہین کہ دیا ہمنے موسی کو اپنی رحمت سے اُنکا بھائی ہارون نبی اور اُنھین برادر بزرگوار کے
حضرت موسی علیہ السلام نے بشہادت کلام اللہ سر کے بال پکڑکے کھینچے چنانچہ کلام اللہ پڑھا ہوگا تو
سورہ اعراف مین یہ بھی دیکھا ہوگا۔ فَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ[1] جسکا حاصل یہہ ہے جو
معروض ہوا اور سورہ طٰہٰ مین وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ هٰرُوْنَ اَخِي اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ[2]

---

[1] اور اس سے پہلے یون فرماتے ہین وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ اور جب حضرت موسی علیہ السلام واپس تشریف لائے اپنی قوم کیطرف تو غصہ مین بھرے ہوے اور رنجیدہ خاطر قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ فرمایا تمنے میرے بعد بُرا کام کیا اور اپنے رب کے احکام کو آنے نہ دیا اور جلدی کر بیٹھے وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۚ توراۃ مقدس کی تختیان پھینکدین اور حضرت ہارون کے سر کے بال پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے۔ ۱۲

[2] قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ فرمایا اے رب کھولدے میرا سینہ علوم و معارف سلے و دوسرے کامون میں

علیہ وسلم سے کم ہین حضرات موسیٰ و ہارون علیہما السلام سے بدرجہا کمتر ہین انکی غلط فہمی سے سنیون پر
کچہ عیب نہین لگتا کیونکہ اُنکے نزدیک سوانبی کے کوئی معصوم نہین اور شیعون کے اصول کے
موافق نبی تو نبی امام بھی معصوم ہین پھر سُنی تو اعمال ہی مین معصوم کہتے ہین جیسے معصوم کہتے ہین شیعہ
معصومون[۱] کو فہم مین بھی معصوم سمجھتے ہین جیسے اعمال مین معصوم سمجھتے ہین جسکا حاصل یہ ہے کہ گناہ
انسے صادر نہین ہوتا ویسے ہی غلط فہمی سے معصوم ہوتے ہین سو اگر حضرت ابوبکر صدیق نے غلطی سے
دف کو مزمار شیطانی کہدیا تو کیا گناہ کیا ایک غلط فہمی ہوئی جس سے نہ ولایت مین نقصان پڑے
سنیون کے نزدیک نہ خلافت مین بلکہ اُنکے نزدیک نبی سے بھی غلط فہمی ممکن ہے اور حضرت
موسیٰ علیہ السلام سے شیعون کے نزدیک غلط فہمی تو ممکن نہین حضرت ہارون علیہ السلام کو
جو انھون نے عاصی سمجہا تو شیعون کے نزدیک نعوذ باللہ صحیح سمجہا ہوگا علاوہ برین حضرت
ابوبکر صدیق رض نے اگر شیطان کیطرف نسبت کیا تو بجانے والیون کے فعل کو نسبت کیا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف نسبت نہین کیا بلکہ آپ ہی کی خاطر خطر کا یعنی جیسے
اور کافرون فاسقون سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب نہین کرتے تھے لڑتے
جھگڑتے تھے یہان بھی بمقتضاے ادب اور محبت نبوی غصہ ہوئے اور منع کیا اور حسب اور کفار
فجار کے اعمال دیکھنے کے باعث اُنھون نے یہ خیال نہین کیا کہ آپ برضا و رغبت دیکھتے
ہین ایسے یہان بھی بشرط بیداری یہ نہین سمجہا تھا کہ آپ برضا و رغبت سنتے ہین بلکہ سیاق کلام سے
فہم[۲] ہو تو یہ بات صاف روشن ہے کہ ابوبکر صدیق رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
کبھی نسبت خیال کیا کہ آپکو یہ فعل بُرا معلوم ہوتا ہوگا پر آپ شاید ایسے چُپ ہون جیسے

[۱] عجب تماشا ہے کہ ادہر عصمت ائمہ کا وہ زور و شور کہ الامان الامان ادہر حضرت تقیہ بیچاری عصمت بے چادری سے دستہ و کر ... عور فرمایئے کہ تقیہ کی جیسی ہوئی جٹکیان بکس عصمت کو چین نہین لینے دیتین۔ اسلئے کہ امام کا مطلق قول و فعل بالتقیہ اور بغیر التقیہ بہ ... تو دائر ہوا در میان بالتقیہ اور بغیر التقیہ کے اور جو قول و فعل دائر ہو بالتقیہ اور بغیر التقیہ مین تو لامحالہ وہ مشکوک ... ہوگا تو امام کا مطلق قول و فعل مشکوک و نامعتبر ہوگا اور یہ مشکوکیت اور بے اعتباری منافی عصمت ہوئی تو لا محالہ منافی عصمت ہوا سبحان اللہ جو نگاہ و قتل کرے لب کرے مسیحائی ۱۲

[۲] فہم بجاے سکا بیان کیا کام ذہن سلیم اور فہم مستقیم تو آپ لوگونکے نام سے تھرّاتے ہین منزلون بھاگتے ہین ۱۲

بنانا اور بسبب سامری کا نبی اسرائیل کو گمراہ کر دینا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غصہ میں لوٹ کر ہارون علیہ السلام کے سر کے بال پکڑ کر کھینچ کر یہ کہنا [1] اَفَعَصَیْتَ اَمْرِیْ جسکے یہ معنی ہین تو نے میرے حکم کی نافرمانی کی یہ سب باتین فرعون کے غرق ہونیکے بعد کی ہین چنانچہ سورہ اعراف سورہ طٰہٰ سورہ شعرا کے سیاق و سباق اور نیز باتفاق شیعہ و سنی ثابت ہے اب حضرات شیعہ کیخدمت مین اس غلام خاندان اہلبیت کی یہ گزارش ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اگر حضرت ہارون علیہ السلام کو وہی حکم کیا تھا جو حکم خدا ہے اور اُنہون نے اُسکی نافرمانی کی جسکی نسبت یہ فرمایا۔ اَفَعَصَیْتَ اَمْرِیْ تب تو حضرت ہارون علیہ السلام کی عصمت کو کیونکر بچائیے گا اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوئی امر خلاف شرع ارشاد فرمایا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معصومیت کو نعوذ باللہ داغ لگے گا اور اگر وہ حکم نہ موافق شرع تھا نہ مخالف شرع یون ہی مباحات دنیوی مین سے تھا تو حضرت ہارون علیہ السلام کا قصور ہی کیا تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انکی ہتک عزت کی اُنکی نبوت اور بڑائی کا کچھ لحاظ نکیا قطع نظر نبوت کے حضرت ہارون علیہ السلام بڑے بھائی بھی تو تھے اور بڑا بھائی بجائے باپ کے ہوتا ہے بہرحال حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ حرکت از قسم معصیت تھی جس سے عصمت کو داغ تو کیا لگے بالکل سیاہ بنجائے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی عصمت باوجود اس دست وگریبان ہونے کے بھی نہین جاتی اور حضرت ہارون کے عاصی سمجھنے سے چنانچہ آیت۔ اَفَعَصَیْتَ اَمْرِیْ شاہد ہے اُنکی عصمت کو داغ نہین لگتا تو حضرت ابوبکر صدیق نے اگر دف کو مزمار شیطانی سمجھکر منع کیا تو کیا بیجا کیا آئین اور اُسمین تو زمین و آسمان کا فرق ہے وہ قصہ کلام اللہ مین جسکے انکار سے آدمی کافر ہوجاتا ہے یہ فقط حدیث واحد مین جسکے انکار سے کفر عائد نہین ہوتا وہان حضرت موسیٰ علیہ السلام جو نبی ہین اور نبی بھی کیسے نبی کہ ہارون کو عاصی سمجھتے ہین ظاہر ہے کہ نبی کا فہم کیسا ہوتا ہے یہان اگر دف کو مزمار شیطانی سمجھا تو ابوبکر صدیق نے سمجھا جو اُنکے معتقدون کے نزدیک بھی نبی نہین اُمتی ہین حضرت رسول اللہ صلی اللہ

(نوٹ متعلقہ صفحہ ۶) [۵] فرمایا کچھ نہین بس تم دونون جاؤ ہماری نشانیان لیکر ہم تمہاری سنتے ہین اور تمہاری مدد کرینگے ۱۲-

[۱] کیون تو نے میرے حکم کی تعمیل نہ کی - ۱۲

صاحبو یہ ساری خرابی کلام اللہ کے یاد نہونے اور کلام اللہ پر تمسک اور عمل نکرنے کی ہے اگر حضرات شیعہ کو کلام اللہ کیطرف توجہ ہوتی تو اس اعتراض کو مُنھہ پر بھی نہ لاتے خیر خداوند کریم ہمین انہین کلام اللہ کی پیروی کی توفیق دے بالجملہ حضرات شیعہ کی خدمتمین ہماری یہ عرض ہے کہ ابو بکر صدیق تو مقتضائے تقریر بے قصور نکلے پھر اب ان صاحبون کو ہمارے اعتراض کا جواب دینا چاہئیے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے باوجودیکہ ہارون علیہ السلام کی نبوت اور عصمت سے سب سے زیادہ واقف تھے کیونکہ آپ ہی کی استدعا سے اُنکی نبوت کی نوبت پہونچی پھر کیون اُنکو عاصی سمجھا اور پھر سمجھے بھی تو اس درجہ کو کہ شک کا بھی احتمال نہین ہر طرح سے یقین کا یقین ہے ورنہ سر کے بال اور ڈاڑھی کے بال کھینچنے اور پکڑنے کی نوبت نہ آتی بلکہ آیت ۔ وَلَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَاۗءَ وَلَا تَجْعَلْنِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ؁۱ سے تو یون معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے اُنکو زمرۂ ظالمین سے سمجھا ۔ السوال الثانی لکھو معاویہ بن ابی سفیان نے قابو پاکر محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلیفۂ اہل سنت کو قتل کیا اور حمار کے شکم مین رکھکر اُنکی لاش کو جلایا اور ام حبیبہ خواہر معاویہ نے کلہ گوسپند بھونکر عائشہ اپنی سوکن پاس ازراہ فرح وسرور بھیجدیا کہ اسے کھاؤ کہ تمھارا بھائی اسی طرح مارکر بھونا گیا سو عائشہ نے تامرگ غم برادر مین کلہ گوسپند نہ کھایا اور عائشہ و جناب امیر خبر اسکی سُنکر بہت روئے اور ام حبیبہ قاتل پر اُسکے لعنت کرتی تھی کما ذکرہ الواقدی حالانکہ یہ برادر وہی برادر تھا کہ جو جناب امیر کے ساتھہ ہوکر اپنی بہن عائشہ کو موافق حدیث یاعلی حربک حربی بصرہ پر ہزیمت دی اور کچھہ خیال اخوت وزوجیت واصحابیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ کیا ۔ الجواب للسوال الثانی جناب سائل صاحب وقت سوال کچھہ بنگ بھی نوش کیے ہوئے ہین اہل فہم بھی نہین معلوم ہوتے کہ وہ سنیون پر اعتراض کرتے ہین یا شیعون پر یا دونون پر صاحبو اول واقدی اہلسنت کے نزدیک مورخ معتبر نہین مجمع البحار کے آخر مین دیکھہ لیجیے واقدی کی شان مین کیا لکھا ہے مگر اسبات پر تو ناظران اوراق عقب گذاری پر محمول کرینگے اور یہ کہین گے کہ ساری باتونکو تو محرر اوراق غلط ہی بتانے لگا اور

؁۱ اور نہ ہنسا تو مجھپر دشمنون کو اور نہ کر تو مجھکو ہمراہ قوم ظالمون کے ۔ ۱۲

بعضے بزرگ بوجہ کمال حلم کے چھوٹونکی بہت سی بدلحاظیون پر سکوت کرتے ہین غرض حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے گمان مین یہ آیا کہ آپکو بُرا معلوم ہوتا ہے مگر چونکہ مکروہات تنزیہی سے آپ منع نہین فرماتے اسلئے آپنے کچھہ ارشاد نہین فرمایا سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بوجہ کمال ادب کے اتنی بات بھی بُری معلوم ہوئی اور یہ ایسا قصہ ہے کہ اپنے بزرگ کے سامنے کوئی لڑکا حُقہ پینے لگے اور وہ بوجہ دانشمندی خود کچھہ نہ کہین لیکن اُنکے خادم یون کہین کہ ہین ایسی بے ادبی بزرگونکے سامنے لیکن ملاحظہ قصۂ حضرات موسیٰ و ہارون علیہما السلام سے خوب روشن ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خود حضرت ہارون علیہ السلام نبی کو عاصی سمجھا اسے بھی جانے دیجئے عصیان اور مزمار شیطان مین بھی زمین اور آسمان کا فرق ہے مزمار شیطانی سے تو فقط اتنی بات معلوم ہوئی کہ شیطان کو اس فعل مین دخل ہے یا شیطان اس سے خوش ہوتا ہے یہ نہین ثابت ہوتا کہ شرک یا کفر یا گناہ کبیرہ یا صغیرہ یا مکروہ تحریمی یا تنزیہی غرض ایک گول بات ہے کہ جسکے بیس پہلو ہین اور ظاہر ہے کہ شیطان کو ان سب باتون مین دخل ہے بلکہ طول امل اور حدیث نفس تک بھی شیطان ہی سے ہوتی ہے اور یہ حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت شیطانکی وسوسہ اندازی خود کلام اللہ مین مذکور ہے فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ ف۱ سورہ اعراف مین اور فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ف۲ دیکھا سنا ہوگا اور ہر گروہ انبیا مین۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ ف۳ ۔ موجود ہے ان سب آیتون کے ترجمہ سے دیکھیے اور انصاف کیجیے کہ وسوسہ اور القای شیطانی کی اضافت مزمار شیطانی کی اضافت سے کس بات مین کم ہے مگر عصیان نافرمانی کو کہتے ہین جس سے انبیا بالیقین معصوم ہین اب حضرات شیعہ براے خدا انصاف کرین کہ حضرت ابوبکر صدیق کے مزمار شیطانی کہنے اور سمجھنے سے عصمت کو بٹہ لگتا ہے یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي ۔ کہنے سے

ف۱ پس وسوسہ پیدا کیا ان دونون کے واسطے شیطان نے ۔ ۱۲
ف۲ پس اُنکے استقلال کے پاؤن کو شیطان نے پھسلا دیا پھر دونون کو نکالدیا اُسنے جہانکہ وہ دونون تھے ۔ ۱۲
ف۳ اور نہین بھیجا ہمنے تیرے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی مگر جبکہ اُسنے کوئی تمنا کی تو ڈالدیا شیطان نے اُسکی تمنا مین وسوسہ ۔ ۱۲

عنہا ہے اور اس پردے مین حضرت عائشہؓ پر طعن مدّ نظر ہے تو موافق مصرعہ مشہور - کلوخ انداز را پاداش سنگ ست * مناسب تو یون ہی تھا کہ انتقام ام المومنین محبوبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مین ہم بھی دل کے پھپھولے پھوڑتے پر ایسے نابکارون کو برا کہنا کیا شیطان کو برا کہنے کی کیا حاجت ہے اور اُسکی ہجو اور مذمت کی ضرورت کیا ہے جیسی اُسکی خوبی اور بزرگی معلوم ہے حضرات روافض کی شان مین بھی مشہور ہے الرّافضی فوّارۃ اللّعنۃ[ل] از و بخیر دو برو میر بزد - بالجملہ رافضیون کے برا کہنے کی تو حاجت نہین ہان جواب اعتراض چاہیے صاحبو تحقیقی جواب تو اُسکا یہ ہے کہ لاریب اپنے ایام خلافت مین حضرت امیر افضل البشر تھے بیشک وہ حق پر تھے اور حضرت عائشہ خطا پر تھین بوجہ خطا و نسیان معاتب نہین ورنہ روزہ مین بھولکہ پانی پینا کھانا کھانا یا بوجہ خطا جیسے وضو کرنے مین کبھی پانی حلق مین اُتر جاتا ہے ایسے امور کا مرتکب ہونا موجب عذاب اور وجوب کفارہ ہوا کرتا علی ہذا القیاس بوجہ غلطی اگر کوئی حرکت ناشزہ ہوجائے تو اُسپر بھی خدا کے یہان سے گرفت نہین ورنہ ابر کے روز قریب غروب آفتاب کہ ابھی غروب نہین ہوا اگر کوئی شخص بوجہ غلطی یون سمجھے کہ آفتاب غروب ہوگیا اور یہ سمجھکر روزہ افطار کرلے اور پھر آفتاب نمودار ہوجائے چنانچہ اکثر ہوجاتا ہے تو لازم یون ہے کہ ایسا شخص معذب ہو حالانکہ باتفاق شیعہ و سُنّی ایسے افعال پر خدا کے یہان مواخذہ نہین ایسے مشاجرات صحابہ اور محاربات صحابہ جو باہم پیش آئے یا منازعات انبیا جیسے حضرت ہارون اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کا قصہ گذرا سب بوجہ غلطی ہوئے ہین جان بوجھکر نہین ہوئے جو اُن پر اعتراض کیا جاوے باقی رہی یہ بات کہ وجہ غلطی کیا ہوئی اسکا جواب اوّل تو یہ ہے کہ ہمکو اس سے کیا بحث حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کیطرح دونون کو بزرگ سمجھنا چاہیے اور تحقیق مدّ نظر ہے تو سنیے حضرت عثمان کے قاتل حضرت امیر کے ساتھ ہوئے تھے سو حضرت امیر باین وجہ قصاص کے لینے مین دیر کر رہے تھے کہ ان شوریدہ پشتون نے بنی بنائی بڑے زور کی خلافت کو جب ایسا زیر و زبر کردیا تو میری خلافت ابھی جمنے بھی نہین

[ل] الشیعۃ نسوان ہذہ الامۃ مثل مشہور ہے - ۱۲

صاحب سوال جناب معترض کو کوئی یون نہین کہے گا کہ حضرت نے جو بات لکھی طوفان تہ طوفان ہی لکھا ہے کوئی اہل علم تو بتائے کہ حضرت نے سوا ایک بات کے کونسی بات سچی لکھی اسلیئے یہ عرض ہے کہ ہمنے آپکی خاطر سے اس روایت کو مانا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا کے رونے کی اگر شکایت ہے تو حضرت امیر بھی بشہادت سوال محمد بن ابی بکر کو روئے اگر حضرت عائشہ نے اسکا دھیان نکیا کہ کل اسنے میری صحابیت اور زوجیت نبوی کا کچہ لحاظ نہ کیا تھا تو حضرت امیر نے بھی اسکا کچہ دھیان نفرمایا کہ کل اسنے حضرت عائشہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت او صحابیت کا دھیان نہین کیا تھا مجہکو اسکے غم مین رونا مناسب نہین بلکہ یون کہو حضرت امیر نے بھی جنگ جمل مین حضرت عائشہ کی زوجیت و صحابیت کا لحاظ نہین کیا اگر اسبات کا لحاظ نکرنا برا تھا اور اسی وجہ سے انکا غم کرنا مناسب نہ تھا تو یہ فرمائیے کہ حضرت امیر نے ایسا برا کام کیون کیا اور اگر یہ مدعا ہے کہ حضرت امیر جنگ جمل مین حق پر تھے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ محمد بن ابی بکر نے اپنی بہن کا لحاظ نہ کیا تو اسکا یہ جواب ہے لاریب حضرت امیر برحق تھے ہم وہ نہین کہ مثل شیعہ حق بات کو ہضم کرجائین پر اس کہنے سے کیا فائدہ محمد بن ابی بکر سنیون کے کیونکر مقتدا اور پیشوا اور امام وقت تھے جنکا فعل سنیون کے نزدیک سند ہو دوسرے یہ ہے کہ اگر انکا فعل سند بھی ہو تو حاجت سند ہی کیا ہے اہلسنت حضرت امیر کی خلافت کیوقت انکے خلیفہ برحق ہونے کے دل سے قائل ہین جیسے خلفاء ثلثہ کی خلافت کی حقیت کے انکے ایام خلافت مین قائل ہین سند کی تو اسوقت ضرورت ہوتی جب اہل سنت حضرت امیر کے برحق ہونے کے منکر ہوتے پھر اس بیہودہ سرائی سے کیا فائدہ تسپر حضرت عائشہ اور حضرت امیر کے رونے سے آپکو کیا ہاتھہ آیا یہ تو فرمائیے کہ یہ کون سی دلیل ہے اسے کلام اللہ کی آیت کہیے یا حدیث کی دلالت کہیئے اس دیوانونکی ترنگ سے اس بحث مین کیا ہاتھہ آیا کیا خلافت حضرت امیر اس سے ہاتھہ آگئی یا آپکی امامت کے منصب کا اثبات اس سے درست ہو گیا مثل مشہور ہے بیاہ مین نیچ کا لیکہا کجا امامت حضرت امیر کی کجا یہ مل اتھر ہاں اور اگر مقصود دلی واظہار خبث باطن بنسبت زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے

اعتراض کرنے کی گنجائش نہین اس تقریر سے حضرت امیر معاویہ پر بابت قتل محمد بن ابی بکر اگر اعتراض ہے یا بہ نسبت محاربات حضرت امیر کچھہ طعن ہے تو وہ بھی مندفع ہوگیا بالجملہ اہلسنت وجماعت کے نزدیک یہ محاربات بوجہ غلطی واقع ہوئے طرفین سے قصور کسی کا نہ تھا جیسے حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام دست وگریبان ہوئے اور ہاتھا پائی مین قصور دونون مین سے کسی کا نہ تھا باقی رہا جملہ۔ حربک حربی۔ اسکے یہ معنی ہین کہ جان بوجھکر نہ بوجہ غلط فہمی جو تمسے لڑیگا توگویا مجھسے لڑیگا یہ نہین کہ جس طرحسے کوئی تمسے لڑے عمداً یا خطاءً یا بوجہ غلط فہمی وہ سب میری ہی لڑائی کے برابر ہے ورنہ آیت۔ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً[۵۱] جسکے معنون سے صاف یہ بات روشن ہے کہ قتل خطا مین کچھہ نہین غلط ہوجاویگی۔ اور یہ بھی نہ سہی اگر حدیث مذکور عام ہے تو اسی وجہ سے عام ہوگی کہ ظاہر الفاظ عموم پر دلالت کرتے ہین مگر جیسے مفہوم حربک کو عام لیتے ہو تو مفہوم حربی کو بھی عام لیجیے اور یہ ہدایت فہم تقابل ملحوظ رکھیے یعنی یون کہیئے کہ تمسے عمداً لڑنا تو مجھسے عمداً لڑنے کے برابر ہے اور تمسے خطاءً لڑنا مجھسے خطاءً لڑنے کے برابر ہے مگر ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمداً لڑنا اور آپکی جان بوجھکر تکذیب کرنی بُری ہے غلطی اور بیخبری مین اگر کسی سے یہ حرکت ہوجاوے اور بعد علم متنبہ ہوکر شرائط آداب بجالائے تو عقل ونقل کی روسے قابل عتاب نہین عقل کی گواہی کی تو کچھہ حاجت نہین اہل عقل کے نزدیک بدیہی ہے نقل کی بات پوچھیے تو کلام اللہ موجود ہے لفظ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ[۵۲] اور مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ[۵۳] اور لفظ وَهُمْ يَعْلَمُونَ سے ظاہر ہے کہ عتاب اسی وجہ سے ہے کہ وہ جانکر ایسی حرکتین کرتے ہین بلکہ آیت۔ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ[۵۴] سے یون معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بوجہ بیخبری اگر کچھہ خلاف مرضی خداوندی کرجائین تو

---

[۵۱] نہ چاہیے مومن کو کہ قتل کرے مومن کو مگر دہوکہے سے ہوجائے بیخبری ۱۲

[۵۲] بعد اسکے کہ واضح ہوا ۱۲

[۵۳] اور بعد اسکے کہ آئین اُنکے پاس دلائل واضحہ ۱۲

[۵۴] اور اگر پیروی کی تو نے اُن کی ہوا کی بعد اسکے کہ تیرے پاس علم آیا نہ ہوگا خدا کی جانب سے کوئی مالک نہ مددگار ۱۲

پائی میرے قابو مین کیونکر آئین گے دوسرے بلوے کی بات ہے تحقیق کے بعد قاتل کو بچا نکر
قصاص لیا جائیگا حضرت عائشہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ وغیرہ یہ سمجھے کہ حضرت امیر ان
ظالمون کے طرفدار ہین چنانچہ حضرت امیر معاویہ نے جو محمد بن ابی بکر کو مارا تو اُسکی وجہ یہی ہوئی کہ
اُنکو منجملہ شیران قاتلین سمجھے تھے یہ جُدی بات رہی کہ یہ تھے یا نہ تھے تسپر حضرت عائشہؓ اور حضرت طلحہؓ
اور حضرت زبیرؓ کو خود ارادہ قتال کا بھی نہ تھا حضرت عثمان کے قاتل جو ان لوگون کو ڈراتے تھے
اپنی جان بچائے بصرہ جاتے تھے حضرت امیر نے تعاقب کیا انجام کار باین وجہ کہ قاتلان مذکور نے
بغرض فساد دو گروہ ہوکر دونون لشکرون پہ شبخون مارا ہر ایک نے دوسرے کی دغا سمجھی اور
لڑ لڑا کر وہ قصہ تمام کیا مگر بشہادت کلام اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام
پر کشتی توڑ ڈالنے اور لڑکے کے مار ڈالنے کے مقدمہ مین اعتراض کیا چنانچہ سورہ کہف مین یہ قصہ
مفصل مذکور ہے جسے شوق ہو سولھوین پارہ کے شروع سے ایک رکوع نکالکر دیکھنا شروع کرے
حضرت موسیٰ کا اُنکے پاس جانا اور دربارہ تسلیم عہد و پیمان کرنا پھر باانیہمہ اعتراض ان پر حضرت
خضر کا اُن باتون سے بے قصور ہونا سب بخوبی واضح ہو جائیگا اور نیز یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غلطی کھائی اور بہترے تبلائے کچھہ سمجھہ مین نہ آیا اب میری یہ عرض ہے
کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے پاس آپ نہین گئے خدا کے بھیجے ہوئے
گئے خدا نے اُنکے علم اور بزرگی کی اُنسے تعریف کی پھر اُنھون نے یہ کہلیا کہ تمسے میری باتون پر صبر
نہو سکیگا تم میرے ساتھہ نہو خود حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اقرار کر لیا کہ مین کچھہ تکرار نکرونگا
باانیہمہ نور نبوت کمال عقل ایسا کہ کیسی ہی باریک بات کیون نہو اُسے بھی سمجھہ جائین پھر اسپر بھی
حضرت موسیٰ نہ سمجھے نہ سمجھنا تو درکنار یون نہین سمجھتے کہ اسمین کچھہ بھید ہوگا صبر کرنا چاہیے اور نہ سمجھنے
کی بھی نوبت یہانتک آئی کہ بہترے تبلائے نہ سمجھے اگر ہم تم ایسے مستان دنیا کم عقل و کم فہم ان قصون
کی حقیقت نہ سمجھین تو کیا بعید ہے بلکہ لازم یون ہے کہ نہ سمجھین ہان یہ سمجھکر کہ ہماری سمجھہ کا قصور
ہے ان بزرگوارون کا قصور نہین اُنپر اعتراض نکرین جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام پہ ہمکو

نہین تو یہ بات کس منھ سے مناسب ہے سُنّی کہین تو کہین شیعون کو اُسکے کہنے کی گنجائیش نہین کیونکہ آیت اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا[1] انکے نزدیک عصمت پر دلالت کرتی ہے اور پھر یہ آیت دیکھ لیجئے کسکی شان مین نازل ہوئی ہے ازواج مطہرات یا حضرت علی ع کی۔ کلام اللہ موجود ہے دیکھ لو ازواج کا ذکر ہے یا حضرت امیر کا اور اگر حدیث عبا پر کود تے ہو تو اُس سے تو صاف یہی بات نکلتی ہے کہ یہ آیت اُنکی شان مین نازل نہین ہوئی ورنہ اس دعا کی کیا حاجت تھی کہ عبا مین پنجتن کو شامل کر کے یہ فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِي الخ۔ بالجملہ دعا کرنے سے جیسے دخول پنجتن زمرہ اہلبیت مین معلوم ہوتا ہے ایسے ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت اُنکی شان مین نازل نہین ہوئی ہان اگر یہ دعا قبل نزول آیت ہوتی تو یہ احتمال تھا کہ دعا ہی باعث نزول ہوئی مگر اسمین سُنّی ہی نہین شیعہ بھی اسطرف ہین کہ آیت پہلے نازل ہوئی دعا پیچھے باقی پنجتن کو پہلے سے اہلبیت فرمایا یہ نفرمایا کہ اُنکو اہلبیت مین داخل کردے سو اسکی وجہ یہ ہے کہ اپنے اور بیگانے اپنے نہین ہو سکتے جو قرابت ہے وہی رہتی ہے کوئی غیر آدمی کی نسبت یہ دعا تو کر نہین سکتا کہ الٰہی یہ شخص میرا حقیقی بیٹا بنجاوے ہان جس سے محبت شدید ہوتی ہے اُسکو بیٹا خود کہدیا کرتے ہین اگرچہ بیگانہ ہی کیون نہو لے پالک کو عرف مین بیٹا کہتے ہین لیکن حقیقی بیٹا ہونا ممکن نہین اسیطرح جو اہلبیت نہون اُنکا اہلبیت ہوجانا ممکن نہین جو اُسکی دعا کیجاتی کہ الٰہی انکو اہلبیت حقیقی بنادے ہان اُنکے ساتھ بھی معاملہ اہلبیت کا ساتھا اسلئے فرمایا کہ الٰہی یہ بھی میرے اہلبیت ہین تو اپنا وعدہ انکے ساتھ پورا کر اور اگر یون کہیے کہ اہلبیت تو پہلے ہی سے تھے پھر دعا کیوقت اس لعنت سے اُنکو یاد کر لیا تھا سو یہ بات غور سے دیکھئے تو گذشتہ سے کم نہین کیا جناب باری عز اسمہ کو یہ معلوم نہ تھا کہ اہلبیت نبوی کون ہین جو آپ کے بتلانے اور جتلانے

---

[1] اللہ تعالے یہی چاہتا ہے کہ تم مین سے رجس یعنے خباثت معاصی ظاہرًا و باطنًا دور فرمائے اے اہلبیت اور تمکو طاہر کرے جیسا کہ حق طہارت کا ہے۔ ۱۲

[2] عنکم مین ضمیر جمع مذکر بوجہ لفظ اہل کے ہے جو مضاف بیت کا ہے اور مراد اہلبیت سے بالاصالتہ ازواج مطہرات ہی ہین اور ایسا تذکیر و تانیث ضمائر بحسب لفظ ہے اگر مرجع لفظًا مذکر ہے تو مذکر اور مؤنث جیسا کہ ایک مقام مین ملائکہ کی طرف سے حضرت سارہ زوجہ حضرت خلیل عاشق رب جلیل کو خطاب فرمایا کہ رحمۃ اللہ و برکاتہ علیکم اہل البیت ۱۲ محمد حسین ابن ابن ... نکسور عفی عنہ

پہنچ سکتی نہین بالجملہ ابتدائی مخالفت بوجہ غلطی حسب مفسر ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت
بوجہ غلطی بدرجہ اولی مغفور ہوگی پھر حضرت کی مخالفت اگر بوجہ غلطی ہو تو اُسکا کچھ ذکر نہین اور یہ بھی
نہ سہی لفظ حرب کہ عام اور لفظ حربی شیعونکی زبردستی سے خاص ہے مگر جیسے حدیث مذکور مین
یہ لفظ عام ہے آیۃ وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ
عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا بھی باعتبار الفاظ عام ہے باغی زانی قطاع الطریق
اسمین سب آگئے اب فرمایئے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زانیونکو قتل کیا اور امیر نے
سیکڑون باغیون کو تہ تیغ کیا ادھر اتنک یہ آیت سب کی معمول تھی نہ مجتہدان شیعہ اس سے
انکار کرسکین نہ علماء اہلسنت پھر یہ کیا انصاف ہے کہ ایک حدیث کے بھروسے جسمین کسقدر
ضعف ہی سہی یہ بھی احتمال ہے کہ غلط ہوا تنا غل وشور ہے کہ العظمۃ للہ آیت کو نہین دیکھتے کہ
اسمین یہ بھی باقی نہین چھوڑا تفسیر غلطی رواۃ کا احتمال نہین پھر اسکے باعث کہان کہان اعتراض
پڑتا ہے اور جواب الزامی یہ ہے کہ اگر حضرت امیر کے حق مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حربک حربی فرمایا ہے تو ازواج مطہرات کے حق مین النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ
وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ فرمایا ہے ادھر ہر عام والدین کے حق مین لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ وَبِالْ
وَالِدَيْنِ إِحْسَانًا۔ فرمایا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج جو ام المومنین ہین
اُنکے حق مین تو اس سے بھی زیادہ تاکید ہوگی اب میری یہ عرض ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ
کے کمال ایمان مین بھی شک کی گنجائش نہین جو یون کہیئے کہ اور ونکی والدہ تھین اُنکی نہ تھین پھر
کیا یہی احسان تھا کہ ایسی والدہ کا یون مقابلہ کرتے اور اگر یہ خیال ہے کہ حضرت عائشہ خطا پر

سلہ اور جو قتل کرے گا مومن کو قصداً تو اُسکی سزا جہنم ہے اسمین ابدالآباد رہیگا اور خداوند تعالے اُسپر
غضبہ فرمایگا اور اُسپر لعنت بھیجے گا اور اُسپر بہت بڑا عذاب ہے ۔ ۱۲
ف مومن عاصی کو خلود فی النار نہوگا یہان خالداً کا لفظ تغلیظاً اور تنبیہاً مذکور ہے ۔ ۱۲ محمد حسین مانکپوری عفی عنہ ۔
سلہ نبی بہت نزدیک و مستحق ہے مومنین کے ساتھ اُنکی جانون سے اور بیبیان اسکی تام مومنین کی مائین ہین ۔ ۱۲
سلہ نہ پرستش کرو تم سوا ے خدا کے اور ان ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو ۔ ۱۱

امیرنے اُنکے ام المومنین ہونیکا لحاظ نکیا فرزندکو والدین کی اطاعت چاہیئے والدین کو فرزند
کی اطاعت کی کچھہ حاجت نہین یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت امیر کے ذمہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی اطاعت واجب ہوئی کیونکہ وہ حضرت امیر کے حق مین بمنزلہ باپ کے تھے یہ نہو تا
تو حضرات ازواج مطہرات ام المومنین کیون ہوتین پھر جب حضرت امیر نے باوجودیکہ بعقیدہ
شیعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل معلوم ہوتے ہین چنانچہ حدیث مندرجہ سوال سوم سے
واضح ہے اور نیز حال قال شیعہ سے ٹپکا پڑتا ہے زبان سے کہین یا نہ کہین بانیوجہ رسول اللہ
صلی اللہ وسلم کی اطاعت اختیار رکھی کہ بمنزلہ والد تھے تو حضرت عائشہ اُنکے حق مین بمنزلہ والدہ
تھین اور پھر والدہ بھی کیسی کہ معصوم اُنکی اطاعت اور فرمانبرداری بھی اُنکو ضرور تھی سواب
حضرات شیعہ کی خدمت مین عرض یہ ہے کہ اپنے اعتراضات کا جواب تو دندان شکن لے چکے
ہمارے ان اعتراضات کا جواب چاہیئے باقی رہا یہ قصہ کہ حضرت ام حبیبہ نے گوسفند بھونکر
حضرت عائشہ رضہ کے پاس بھیجا اور اُنکے بھائی کی نسبت کہلا بھیجا اور حضرت عائشہ رض نے گوشت
کھانا چھوڑدیا اول تو یہ قصہ بے سند ہے اور اگر ہو بھی تو اسکا ذکر کرنا اور مباحثہ کو ایسے مضامین
سے طول دینا خود جنگ زنانہ ہے صاحبو مباحثہ ہے کوئی سینہ پٹینا نہین جو حضرات شیعہ عورتونکی
طرح ایسی باتین گاتے ہین اسکے جواب مین فقط یہ شعر کافی ہے ؏ اُلجھنے کو بلا مین آپ تو
کچھہ خبر ہے صاحب ڈالنگا یا ہاتھہ کسنے آپکی زلف پریشان کو ؎ غرض ایسی باتون سے دین شیعہ مستحکم
نہین ہوتا حقانیت کی سند ہاتھہ نہین آتی پھر کیا فائدہ جاہلون کے دلمین دیوانونکی طرح شک و شبہہ
ڈالتے ہیں ؎ سوال ثالث حدیث صحیحہ مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ اُعطِیتُ فی علیٍ خمسٌ
یعنی دی گئین علی مین پانچ چیزین قیامت مین۔ ساقی کوثر ہونگے دوم لواے حمد آپکے ہاتھہ مین ہوگا
قائلین جناب امیر زیر لواے حمد ہونگے۔ سوم پل صراط سے کوئی نہ گذرے گا مگر وہ شخص کہ جسکے
ہاتھہ مین تحریر علی بن ابی طالب ہوگی۔ چوتھے جناب امیر قسیم جنت و نار ہونگے کہ روز قیامت خود

بقیہ نوٹ متعلقہ صفحہ ۱۸ کلام اللہ مین تعابیر القرآن پھیر ہوا مزیہ ہلایا ہے بیان ٹرنکو اٹھہ کہہ رہے ہوئے لباس تقیہ جسکے سے اتار ڈالا ۱۲ محمد حسین ... نوٹ

کی ضرورت ہوئی جب خداوند کریم نے وعدہ تطہیر کر لیا تھا آپ پورا کرتا پھر دعا کی کیا حاجت تھی بالجملہ بروے انصاف شیعون کے حق مین بھی یہی ہوگا کہ آیت تو ازواج مطہرات ہی کی شان مین ہے ہان جیسا کوئی بادشاہ کسی امیر سے وعدہ کرے کہ تمھارے گھر کے لوگون کو مین انعام دونگا اور وہ امیر وقت تقسیم انعام اپنی دختر و داماد و نواسون کو بھی لیجاوے اور یہ کہے کہ آپنے میرے گھر کے لوگون کے لئے وعدہ انعام کیا تھا یہ بھی میرے گھر کے لوگ ہین کچھ اجنبی نہین تو وہ بادشاہ باوجودیکہ جانتا ہے کہ بیٹی دوسرے گھر کی چاندنا ہے گھر کے لوگون مین داخل نہین نواسے اور داماد تو درکنار گھر کے لوگ اگر ہین تو بی بی ہے چنانچہ اہلبیت کا ترجمہ ہے اہلخانہ یا فرزند وغیرہ جو اُسکے گھر رہتے ہین مگر بوجہ عموم کرم و مزید قدرشناسی امر مذکور اُنکو بھی انعام دے تو کچھ بعید نہین ایسے ہی یہان بھی سمجھنا چاہیئے کہ پنجتن باوجودیکہ شرف گوناگون رکھتے ہین پہ اصل سے اہلبیت مین نہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ماوراے دیگر انعامہا سے یہ پایان انعام اہلبیت مین بھی شریک ہوگئے چنانچہ قرینہ دعا اسپر عمدہ شاہد ہے اور بہت ہاتھہ پاؤن مارئیے تو یہ بات بن پڑتی ہے کہ لقب اہلبیت تو اول ہی سے ازواج اور پنجتن دونون پہ شامل ہو پر خطاب خاص ازواج ہی کے ساتھہ ہے گو وعدہ مذکور سب کے ساتھہ ہو جیسے کوئی بادشاہ اپنے نوکرون مین سے ایک نوکر کو بلا کر یون کہے کہ ہمارا ارادہ ہے کہ کل نوکرون کو انعام دین سو یہ خطاب اُسی ایک کے ساتھہ ہے پر وعدہ سب نوکرون کے لیئے ہے بالجملہ پنجتن کے اہلبیت مین داخل ہونے کی دو صورتین ہین ورنہ اصل سے یہ آیت ازواج کے حق مین ہے اُنکے خارج اہلبیت ہونیکا کوئی احتمال نہین اگر ہے تو اہلبیت کے خارج ہونیکا احتمال ہے گرچہ غلط ہو کیونکہ باتفاق اہلسنت وہ بھی اس فضیلت مین شریک ہین اول سے تھے یا پیچھے ہوگئے پھر جب یہ آیت مذکور عصمت پر دلالت کرے چنانچہ شیعہ بھی پنجتن کی عصمت اسی سے ثابت کرتے ہین تو ازواج مطہرات بدرجہ اولی معصوم ہونگی اُنھون نے جو کچھہ حضرت امیر کے ساتھہ کیا سب بجا ہوگا پھر کیا وجہ ہوئی کہ حضرت

راہ اور کیسی اطاعت کیسکو بحکم وصیت نبوی خلافت بلافصل سے ہاتھہ دہوبیٹھے دم نہ مارا احکام شرعیہ مذہبیت و جمیعت

جمع کرے اور غرض اس التزام سے یہ ہو کہ دینداران سادہ لوح ان احادیث کو غیر معتبر سمجھکر
اسکے موافق عمل کرنے سے باز رہین گے یہ کتاب ایسی ہے جیسے طبیب بہ ہیزکی چیزون کی
تفصیل لکھکر حوالہ کر دے تاکہ کل کے دن کوئی وہ ہو کھا نہ کھاوے موضوعات ابن جوزی
وغیرہ سب اس قسم کی ہین سو ایسی کتابون سے سنیون کے الزام کے لئے کوئی حدیث نقل
کیجائے تو بڑی شوخ چشمی ہے ۔ چوتھی یہ صورت ہے کہ بطور بیاض کسی نے ایک مجموعہ اکھٹا
کیا اور رطب و یابس سب اسمین بھرے تاکہ وقت فرصت کے تحقیق کر کے صحیح کو رہنے دونگا اور
ضعیف کو نکال ڈالونگا اور پھر اتفاق سے یہ اتفاق نہوا یا ہوا تو وہ اصل مسودہ بیاض کسی کے
ہاتھ لگ گیا اس صورت مین بھی عاقل کا یہ کام نہین کہ اُس سے استدلال کرے سو اکثر غیر مشہور
کتابین حدیث کی اسی قسم کی ہین سو غیر مشہور کتابو نسے حدیثونکا بیان کرنا جبتک مفید مطلب
نہین کہ کسی محقق نے اسکی تصحیح نکی ہو چنانچہ ظاہر ہے کہ سوا اس محدث کے کسی محقق اہلسنت
وجماعت نے آجتک تصحیح نہین کی جو حضرات شیعہ کو گنجائش استدلال ہو اور ان سب کو
جانے دیجئے یہ حدیث اگر صحیح ہو تو اس سے خلفا ثلثہ پر افضلیت لازم نہین آتی جیسے فضیلت
حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ مین ہے اس سے زیادہ فضیلتین خلفا ثلثہ مین موجود ہین
کتابین معتبر بھری ہوئی ہین لکھنے کی کچھ حاجت نہین اس سے زیادہ کیا ہو گا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اگر مین سوائے خدا کسی کو دوست وخلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا اس سے
صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل سمجھتے
تھے علی ہذا القیاس اور بہت سے فضائل ہین حضرت علی کی اس فضیلت سے جو حدیث مذکور سے
مستنبط ہے یہ نہین ثابت ہوتا کہ وہ سب سے افضل مین ہان حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
تعالے عنہ کی فضیلت مذکورہ سے اُنکی فضیلت سب سے واضح ہے اور اسکو بھی جانے دیجیے
ہم پوچھتے ہین کہ حدیث مذکور اگر صحیح ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل حضرت علیؓ ہونگے
یا نہونگے اگر آپ سے بھی افضل ہونگے تو ہمین کچھ شکایت نہین مگر جیسے باوجود افضلیت حضرت علیؓ

دوزخ کہے گی ھٰذَا لِی ھٰذَا لَکَ یَا عَلِیُّ یہ میرا ہے مجہے دو اور یہ تمہارا ہے اسے تم لو یعنی دوست کو تم لو اور دشمن کو مجہے دو۔ پانچویں جب خدا حساب خلق مین مشغول ہوگا اسوقت جناب علی پیش خداوند جبار وقہار حاضر ہین گے کما ہو فی صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۹ الجواب الثالث اس سوال سے کچہہ معلوم نہوا کہ غرض سائل کیا ہے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ افضلیت حضرت رابع الخلفا سید آل عبا امیر المومنین علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ مدنظر ہے بانیوجہ در پردہ خلفا ثلثہ کے عدم استحقاق کا مظہر ہے سو اسکا جواب اوّل تو یہ ہے کہ حدیث مسطور سنیون کے نزدیک احادیث معتبرہ مین سے نہین نہ صحاح ستہ مین ہے نہ مشکوۃ مین نہ اور کسی حدیث کی کتاب مین باقی صواعق محرقہ اول تو کتاب حدیث کی نہین رد روافض مین ایک کتاب ہے اور اگر فرض کیجیے اسمین کسی حدیث کا ہونا بہی سنیون کے الزام کہانیکو فرمائی تو ویسا ہی ہے جیسے حدیث کی کتابون مین سے کسی حدیث کا ہونا تو پہر کیا اہلسنت وجماعت اپنی کتابون مین صحیح اور ضعیف معتبر اور غیر معتبر ہر قسم کی حدیثین لکہتے ہین مگر اسکی تین صورتین ہین ایک تو یہ کہ مصنف کتاب یہ التزام کرے کہ اپنی کتاب مین صحیح حدیث کے سوا اور کسی قسم کی حدیث بیان نکرے جیسے بخاری شریف اور صحیح مسلم وغیرہ اسکی مثال ایسی ہے جیسے نسخہ طبیب کہ اسمین جو ہے بیمار کے لئے مفید ہے اور ایک یہ صورت کہ صحیح اور ضعیف ہر قسم کی حدیثین لاتے ہین پر صحیح کو جدا بتلادیتے ہین اور ضعیف کو جدا ضعیف کہ جاتے ہین جیسے ترمذی شریف کہ اسمین کسی حدیث کو لکہکر کہتے ہین کہ یہ حدیث صحیح ہے اور کسی کو ضعیف کہجاتے ہین اسکی ایسی مثال ہے جیسے اکثر کتب طب مین ادویہ مفردہ مرکبہ نافع مضر سب لکہتے ہین پر اسکے ساتھ یہ لکہدیتے ہین کہ یہ دوا غذا نافع ہے اور یہ دوا مضر سو کتب طب مین دیکہکر نادان بہی نہین کہتا کہ فلانی دوا یا غذا طب کی کتاب مین ہے آؤ استعمال کرین ایسے ہی احادیث ضعیفہ کو کتب احادیث مین دیکہکر کار استدلال مین استعمال بہی کسی عاقل کو نہین آسکتا تیسری یہ صورت ہے کہ مصنف کتاب اپنی کتاب مین موضوعات یا احادیث ضعیفہ

عام نے بھی سمجھا کہ جو دین کا پیشوا ہے وہی دنیا کا یعنے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کے پیشوا تھے اور امام نماز بھی تھے اور اسلیئے دنیا کے بھی امام یعنے حاکم تھے ایسے ہی ابوبکر صدیق کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا امام بنایا جو سب دین اسلام کی باتون مین افضل تھے لاریب دین مین یہ سب سے زیادہ ہونگے سو انکو دنیا کا بھی امام بنانا چاہیئے علی ہذا القیاس خود ابوبکر صدیق کے ذہن مین بھی یہی آیا ہو کہ جب مجھے دین کا امام بنایا دنیا کا بھی مین ہی امام ہون لیکن حضرات شیعہ اسکا کیا جواب دینگے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت امیر کا حق ندیا آپ دبا رکھا پھر وقت وفات بھی کہا تو وہ کیا جس سے سب خاص وعام اُلٹا سمجھہ گئے تو آپنے کسکی پیروی کی خدا کا حکم تو یہی ہے کہ حاکم ہو تو افضل ہو ورنہ پھر شیعو نکو سنیون پر کیا اعتراض رہے گا اصورتین لازم یون تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاکم حضرت امیر کو بناتے آپ محکوم بنتے اسے بھی جانے دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بشر تھے کچھ خوف ہوا ہوگا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے نعوذ باللہ ڈر گئے ہونگے خود خداوند کریم باینہمہ دعوی عدل وانصاف جسکے معنی شیعون کے نزدیک یہ ہین کہ خدا کے ذمہ عدل واجب ہے خلاف انصاف وہ کوئی بات نہین کرسکتا حضرت امیر کا حامی وطرفدار کیون نہوا یا یون کہئیے کہ خدا کے ذمہ حق کا پہونچانا واجب نہین تب تو سنیون کا مذہب برحق نکلا کہ خدا کے ذمہ عدل واجب نہین اسکو اختیار ہے جو چاہے سو کرے چنانچہ خود فرماتا ہے۔ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ[۱] اور کیونکر اختیار نہو وہ سب کا مالک ہے ظلم تو جب ہوسکے تب کسی غیر کی چیز مین بے موقع تصرف کرے اگر کوئی شخص اپنی سلطنت یا خزانہ یا کوئی چیز کسی کمتر کو ہبہ کرے اور افضل کو ہبہ نکرے تو اسکو کوئی نادان بھی ظلم نہین کہہ سکتا یا یہ کہو کہ خدا پر عدل تو واجب ہے پر انصاف یہی تھا کہ حضرت ابوبکر خلیفہ ہون کیونکہ وہ سب سے

[۱] بعد تمہید یہ پرتشدید اور دلائل فصیح وبلیغ کے فرماتا ہے کہ لَا يُسْـَٔلُ۔ آہ یعنے خداے پاک کے کل افعال محمود وعدالت آمیز ہین وہ مالک ومختار اپنی مخلوقات گوناگون کا ہے کسی کو مجال دم مارنے کی نہین ہے اور اگر محمود وعدل نہون تو قبیح ومذموم تو یہ ہو نگے پھر تو رد وقدح اور سوال جواب کا دروازہ بند ہو ہی نہین سکتا مگر یہ ممانعت کہ کوئی اُس سے سوال نہین کرسکتا یعنی غرضکہ جو کچھ وہ کرے وہ سب بجا ودرست ہے۔ ما بہ عدیم شمن وماکی شیم نیست دوکس را مجال دم زدن وچرا کند ۱۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو حکومت ندی اپنے ہی تصرف مین رکھی ایسے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے بھی کیا اتنا فرق ہے کہ ابوبکر صدیق نے اتباع نبوی کیا کہ حق بحقدار نہ پہونچایا اسیوجہ سے مصیب بہ ثواب بھی ہونگے انشاء اللہ تعالے کیونکہ اتباع سنت تو بہرحال موجب ثواب ہوتا ہے شیعہ بھی اسکے قائل ہین اور سُنّی بھی اور اگر باوجود ان فضائل کے حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہین تو یہ مطلب ہوگا کہ یہ فضائل ہین تو کیا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین بھی یہ فضائل ہونگے یا ان فضائل کے مقابل مین اور فضائل ہونگے تو سنیون کی بھی یہی گزارش ہے کہ ابوبکر صدیق رضؓ مین بھی یہ فضائل ہونگے یا انکے مقابل اور فضائل ہونگے بالجملہ بدستاویز حدیث مذکور اگر حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالے عنہ ابوبکر صدیق سے افضل تھے تو اسی حدیث کی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل تھے کیونکہ یہ فضائل تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس حدیث کے موافق نصیب نہین ہوئے اور وہ بھی حضرات شیعہ کے طور پر کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے فضیلت تو اُنکو اسیوجہ سے ثابت ہوگی کہ اس حدیث کے سیاق سے حضرت امیر کا اختصاص اُن اوصاف کے ساتھ معلوم ہوتا ہے پھر جب بوجہ اختصاص ایک سے افضل ہوئے ایسے ہی سارے جہان سے افضل ہونگے آگے سید الانبیا ہون یا سید الصدیقین اس صورت مین ابوبکر صدیق رضؓ کو بھی خلافت کے دبا لینے کے لئے حجت کافی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود افضلیت حضرت امیر کے انکو حکومت نہ دی آپ ہی قابض و متصرف رہے مجھکو لازم ہے کہ مین اسی طرح حضرت امیر کو حکومت ندون تاکہ حق کے ندینے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہاتھ سے نہ جائے علاوہ برین وقت وفات امام مسجد کیا[۱] تو ابوبکر کو کیا جس سے ہر خاص و

ف۱ غور کا مقام ہے کہ حضرات شیعہ کس زور سے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ پر الجھتے ہین اور ذرا بھی غور نہین فرماتے کہ اول تو لفظ مولی مین کیا کیا تاویلین جھیلنے پڑینگی جس سے سنیون کے دکھون سے چھٹکارا نہین اور یہ بھی سہی اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لفظ مولے سے خلیفہ اور اپنی جانشینی کے لیے حکم فرمایا تو صرف کہنا ہی کہنا ہوا یہان تو کہنا کیسا کرکے دکھلا دیا اور مسند امامت پر بٹھلا ہی دیا اگر کہین ایسا واقعہ حضرت امیر کی شان مین وقوع مین آتا تو زمین پر پاؤن نہ رکھتے۔ ۱۲ محمد حسین مانکپوری عفی عنہ۔

سننے سے مسلمانون کا بدن کانپتا ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ مہانون اور دوستون کے لئے باندیون
اور حرمونکی شرمگاہ کے عاریت دینے مین بڑا ثواب ہے اور عمدہ عبادات مین سے ہے ادھر
متعہ کا آوازہ اور اُسکے فضائل کا طور تو سبھی نے سُنا ہوگا یہی وجہ ہے کہ سیکڑون سُنی شیعہ ہو جاتے
ہین اور کیونکر نہون جیتے جی یہ مزا اور مرنے کے بعد حضرات ائمہ کا مرتبہ نصیب ہو قطرات غسل سے
فرشتے پیدا ہون ایسا دین اور ایسا ایمان قسمت سے ملتا ہے اعتبار نہو تو تفسیر منہج فتح اللہ شیرازی
مین اس آیت کی تفسیر مین فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً[1]
دیکھ لین بنے تو کچھ بھی نہین لکھا انہون نے وہ فضائل نقل کیے ہین کہ جنکے سننے سے بعد رمضان کیطرح
دل ٹھنڈا ہوا جاتا ہے بلکہ کوئی عبادت متعہ کے سامنے آنکھون مین نہین جچتی غرض ایسی ایسی لذتو نکی
بدولت اس مذہب کو رونق ہوئی ورنہ جہاد اور اجتہاد ائمہ تو معلوم جس سے یہ فروغ ہوتا اور کہسکتے
ہین کہ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہادون سے اسلام کو فروغ ہوا اامون کے اجتہاد سے
مذہب شیعہ کو فروغ ہوا لیکن باینہمہ صاف کلام اللہ کے مخالف سورہ مومنون اور سورہ معارج
مین دیکھیے یون فرماتے ہین وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ
فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ[2] جسکا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ بی بی اور باندی کے
سوا اور کسی سے صحبت کرین تو وہ لوگ حد سے نکل جانیوالے ہین اور ظاہر ہے کہ متعہ کی عورت
نہ بی بی ہے نہ باندی تو اسلئے نہین کہ بشہادت آیۃ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ
نکاح چار سے زیادہ جائز نہین اور متعہ مین شیعو نکے نزدیک یہ قید نہین اور لفظ نکاح سے زوجیت
ثابت نہین ہوتی تو اس ہٹ دھرمی کا یہ علاج ہے کہ سورہ نساء کے دوسرے رکوع مین

---

[1] پس جس عورت سے تم بسبب عقد نکاح کے فائدہ و حظ اُٹھا چکے تو تم اسے اُسکا مہر مقررہ دیدو۔ ۱۲

[2] اس سے پہلے اللہ پاک نے مومنین کاملین کی فلاح دارین کا وعدہ فرماکر اُنکی علامات و حالات ارشاد فرماتا ہے کہ وہ ہی لوگ نماز بہ حضور دل اور نہایت عجز و نیاز سے ادا کرتے ہین اور وہ ہی لوگ حرکات و سکنات اور افعال و اقوال بیہودہ و لغو سے بچتے ہین اور وہ ہی لوگ زکوۃ ادا کرتے ہین اور وہ ہی لوگ شرمگاہ ہونکو ارتکاب حرام سے محفوظ رکھتے ہین یہ وہ شرعاً حلال کو کس تصریح سے واضح فرماتا ہے کہ مگر ہان اپنی منکوحہ بیبیون اور مسرورجہ لونڈیون سے مباشرت کرتے ہین کوئی زجر و ملامت نہین ہے مگر علاوہ اسکے کل صورتونکو حرام فرمایا

افضل تھے اہلسنت ہی پاتے جیتے رہے یایوں کہو کہ عدل بھی واجب تھا اور حق بھی حضرت علی کا تھا پر
نعوذ باللہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے سامنے خدا کی بھی نہ چلی زبردستی یہ دونوں حضرت علی حق دبا بیٹھے تو
سنیوں کا ہی بول بالا رہا جنکے ایسے پیشوا کہ نعوذ باللہ خدا کی بھی جنکے سامنے نہ چلی اُنکو حضرت علی کی پیروی
کی کیا پروا اور اُنکی ناخوشی کا کیا اندیشہ حضرات شیعہ یا توان باتوں کا معقول جواب دیں ورنہ فکر آخرت
کریں اور توبہ کریں ان سب صاحبوں کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ اسطرح کے کلمات زبان پر لانے سے
واللہ جی ڈرتا ہے خدا کی شان کے نزدیک ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کیا چیز ہیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بھی جو افضل مخلوقات ہیں اور محبوب ذات پاک ایک بندہ ہیں ایک ذرے کے ہلانیکی طاقت نہیں
رکھتے پر کیا کیجیے نقل کفر کفر نباشد حضرات شیعہ کی خرافات کو بناچاری نقل کرنا پڑا۔ السوال الرابع
امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ شراب کا پینا جائز نہیں مگر بہ نیت تقوی پی لے تو مضائقہ نہیں پینا اسکا کما ھو
فی شرح الوقایہ خداوند دانا قرآن میں فرماتا ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ[1] یعنی حرام کیگئیں
مائیں تمہاری اور بیٹیاں تمہاری اور امام شافعی اہل حرام کی بیٹی کو باپ پر حلال کہتا ہے کما ھو فی
شوکۃ العمریہ للفاضل الرشید الجواب الرابع امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اوّل تو ہمارے نزدیک
ایسے امام نہیں جنکی بات خدا اور رسول کی بات کے برابر ہو ایک مجتہد ہیں اگر انکی بات ایسی بھی
ہو جسپر اعتراض کی گنجائش ہو تو کیا ہوا ہمارے نزدیک مجتہد سے خطا ممکن ہے پھر وہ بھی فروع
میں اور فروع میں ایسی بات جو خواہ نخواہ ظاہر نہیں مگر ستم تو یہ ہے کہ حضرات شیعہ اماموں سے
جنکی عصمت کے مثل انبیا قائل ہیں ایسی روائتیں کرتے ہیں جو صاف کلام اللہ کے مخالف ہیں
ارشاد میں جو تصنیف علامہ حلی ہے موجود ہے کہ اپنی باندی کو دوسرے پر حلال کردے تو اُسکو
اس سے صحبت جائز ہے پھر باندیوں میں بھی کسی کی تخصیص نہیں جس سے اسکی اولاد ہو اسکا حلال
کردینا بھی جائز ہے اور غیروں کو عاریت دیدینا تو درکنار شیعوں کے نزدیک وقف کرنا بھی
جائز ہے بلکہ ابن بابویہ قمی حضرت امام مہدی کے نام سے ایک رقعہ ایسا روایت کرتا ہے کہ جسکے

[1] حرام کی گئیں تمپر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں۔ ۱۲۔ محمد حسین مانکپوری عفی عنہ۔

زمانہ سے لیکر آجتک اس فحش صریح کا یہ اہتمام کسی مذہب اور کسی ملت کسی دین مین نہوا ہوگا پھر
اُسپر طرہ یہ ہے کہ بعض روایتون سے تو اجازت عام معلوم ہوتی ہے کنواریان اور رانڈین
ہی نہین خاوندوالیان بھی اس عیش و نشاط سے اپنا جی ٹھنڈا کرلین پھر وہ بھی ایک ہی سے
نہین دس پانچ مردون سے اختیار رہے چنانچہ علی بن احمد ہیتی جو شیعون مین بڑے جلیل القدر
عالم تھے اسپر فتوے دے مرے کہ متعہ و دورہ یعنی یہ کہ ایک عورت کئی مردونسے متعہ کرلے جائز ہے
اور وہ کیا اور بھی عالم بڑے بڑے اُنکے ہمزبان ہین علی ہذا القیاس اصح علماء شیعہ کے
نزدیک یہی ہے کہ خاوندوالیون کو متعہ بھی جائز ہے اور اگر یہ بات شیعیان زمانہ بروے نقل
بالفرض تسلیم نکرین تو بروے عقل قابل تسلیم بھی ہے اگر مجتہدین اولین کے خیال مین اس قسم
کے متعہ کی اباحت نہین آئی تو مجتہد العصر کو تجدید دین فرمانی چاہیے وجہ اباحت اگر ذہن مین نہ آئی ہو
تو یہ ہیچمدان عرض پرداز ہے اور شکرانہ احسان ضرور ہے نکاح مین جو عورت کے لئے تعداد
ازواج جائز نہین تو یہ وجہ ہے کہ نکاح از قسم معاملات ہے بیع و شرا کیطرح جس سے معاملہ
ہوگیا ہوگیا منجملہ عبادات نہین جو ثواب کی اُمید ہو اور تائید ثواب کے لئے دس پانچ سے
کیا جائے اور ترویج دین کے لئے خاوندوالیون کو اجازت دیجائے ہان بحمد اللہ نعوذ باللہ متعہ
مین ماشاء اللہ نعوذ باللہ یہ فضائل ہین کہ نہ پوچھیے ایک متعہ مین حضرت سید الشہداء علیہ السلام کا
مرتبہ دوسرے مین حضرت سبط اکبر علیہ السلام کا مرتبہ تیسرے مین حضرت امیر کا مرتبہ چوتھے مین
خود مقام سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوتا ہے اور غور کیجیے تو بقیاس جناب پانچوین
متعہ مین خدا کی امید گو وعدہ نہ سہی پھر قطرات غسل سے ملائک کا تولد ہونا کسقدر موجب برکات
ہوگا وہ ملائک اس احسان کے بدلے کیا کیا کچہ عمر بھر زبان دعا و استغفار مین کرینگے اور
اُنکی تسبیحات کا ثواب بے پایان کیسا حلواے بے دود کیطرح مفت ہاتھہ آئے گا سند
مطلوب ہے تو تفسیر منہج اللہ شیرازی ملاحظہ فرمائین الغرض یہ فضائل متعہ اسبات کو مقتضی
ہین کہ جسقدر ہو سکے دریغ نہ کیجئے عورت کیطرف دیکھیے تو اسکے حق مین متعہ کرنا مردون کے حق مین

فرماتے ہین ولہن الربع مما ترکتم اور لہن کی ضمیر ازواجکم کیطرف راجع ہے جو پہلی آیت مین مذکور ہے اور ازواج سب جانتے ہین کہ بی بی کو کہتے ہین غرض جو لفظ ازواج سورہ مومنون اور سورہ معارج مین ہے وہی سورۂ نسا مین سورہ نسا مین ازواج کی نسبت درصورتیکہ اولاد نہو ربع اور اولاد ہو تو ثمن فرماتے ہین سو متعہ کی عورت اگر ازواج مین داخل ہوتی تو انکو میراث بقدر مذکور ملتی حالانکہ باتفاق شیعہ متعہ کی عورت وارث نہین ہوتی علی ہذا القیاس اور احکام مثل عدت اور طلاق اور عدل وغیرہ کو جو بہ نسبت ازواج کلام اللہ مین مذکور ہین متعہ کی عورت کی نسبت تجویز نہین کرتے اگر اندیشہ تطویل نہوتا تو مین سب کو تبلاتا مگر یون سمجھکر کہ کلام اللہ موجود ہے پڑھنے والے خود دیکھ لینگے اسپر اکتفا کیجاتی ہے بالجملہ زن متعہ داخل ازواج تو نہین چنانچہ خود شیعہ بھی اپنی کتابون مین زن متعہ کو ازواج مین شمار نہین کرتے باقی رہا باندی ہونا اسکے ابطال کی کچھ حاجت نہین خود ظاہر ہے کون کہدیگا کہ زن متعہ باندی ہے ورنہ بیع و شرا و عتق و ہبہ وغیرہ سب احکام جاری ہوتے جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ زن متعہ نہ زوجہ ہے نہ باندی تو متعہ کرنیوالے منجملہ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ہوئے یا نہین یعنی منجملہ ظالمین بمعنی عادین ہے اب غور فرمائیے کہ یہ مسئلہ باتفاق شیعہ منجملہ عبادات ہے سبحان اللہ سنیون پر اُن باتون پر طعن جو اُنکے یہان اگر ہین تو منجملہ مباحات ہین نہ عبادت پھر وہ بھی اختلافی نہ اتفاقی اور وہ بھی اجتہادی نہ بحوالہ نصوص قرآنی یا نصوص احادیث پھر اُنمین بھی کوئی بات خلاف عقل و نقل نہین دونون اُسکے مؤید ہوسکتے ہین چنانچہ انشاء اللہ تعالے عنقریب واضح ہوا جاتا ہے انکی خبر نہین لیتے کہ صریح زنا مخالف قرآن شریف پھر اُسکو یہ بھی کہ مباح کہکر چپ ہو رہین بروایات ائمہ اُسکے فضائل بھی بیان کرین پھر فضائل بھی ایسے ویسے نہین انسان گرفتار ہوا و ہوس تو درکنار فرشتہ بھی ہو تو اُن فضائل کو سُنکر لوٹ جائے اور متعہ کرنے کو تیار ہو آدمی دوسرے پر طعن کرے تو اپنی تو خبر لے حضرت آدم کے

(بقیہ نوٹ متعلقہ صفحہ ۲۰) ڈھونڈھتے ہین وہ لوگ خدائے پاک کی حدود شرعیہ سے باہر نکل جانے والے ہین ۔ ۱۲
(نوٹ متعلقہ صفحہ ہذا) سلہ اور ازواج کے لئے چوتھائی ہے تمہارے ترکہ مین سے ۔ ۱۲ محمد حسین مانکپوری عفی عنہ ۔

خاوند والیون کو اور اُنکے خاوندون کے حق مین متعہ مین مضرت مفقود اور منفعت موجود ہے
عورت کے حق مین اپنی قضائے حاجت جدی دوسرے کی حاجت روائی جدی اپنا ثواب
جدا دوسرے کے شریک ثواب ہونا جدا پھر خاوند کے لئے بے محنت بچون کی اُمید ہے بن بنائے
کھیتی پکی پکائی ہاتھ آئے اس سے زیادہ اور کیا نفع ہوگا غرض جو وجہ ممانعت تھی تعدد ازواج
عورت کے حق مین نکاح مین یہان اصلا نہین پھر تجدید دین کو کیون ہاتھ سے دیجیے اور کاہے کو
اس فتوائے فیض سے احتراز کیجیے بالجملہ اپنے گھر کا تو یہ حال پھر شیعہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی
رحمہما اللہ پر طعن کرین تو یہ کرین کہ ایک نے شراب کو حلال بنایا اور دوسرے نے اولاد زنا کو حلال
کیا ہے صاحبو امام ابوحنیفہ نے اگر شراب کو حلال کہا ہے تو مطلق شراب کو حلال نہین کہا ہے حالت
اضطرار مین حلال کہا ہے جسمین خود خداوند کریم نے مردار وغیرہ کو محرمات مین سے حلال کہا ہے
اعتبار نہ آئے تو سورہ مائدہ کے پہلے رکوع کو آیت حُرِّمَتْ[۵۱] عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةُ سے لیکر فَاِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ[۵۲] تک تلاوت فرمائین آیت حرمت علیکم المیتۃ سے اگر مردار وغیرہ محرمات کا حرام ہونا
معلوم ہوتا ہے تو آیت فَمَنِ[۵۳] اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ
سے انھین محرمات کا حالت اضطرار مین جواز معلوم ہو جائیگا سو حضرات شیعہ بھی انصاف
فرمائین کہ امام ابوحنیفہ نے ایسے وقت مین اگر شراب کو حلال فرمایا تو خدا ہی کے اشارہ پر چلے
کچھ خدا کی مخالفت تو نہین کی جو اسقدر رنج و ملال ہے مگر ہان شاید حضرات روافض کو جناب
احکم الحاکمین پر اگر اعتراض کرنا ہو تو اب کرین خیر اگر یہ ہے تو ہمین بھی شکایت نہین اور جواب
کی کچھ حاجت نہین اسوقت فقط یہ شعر کافی ہے ع شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی ؎
گو مشت خاک ماہم بر باد رفتہ باشد ؎ باینہمہ امام ہمام نے اگر کہا ہے تو بوقت مذکور حلال کہا ہے

---

[۵۱] حرام کیا گیا تمپر مردار۔ ۱۲

[۵۲] پس بیشک اللہ بخشنے والا اور رحیم ہے۔ ۱۲

[۵۳] پس جو کوئی مارے بھوک کے مرنے لگے تو مرتا کیا نہ کرتا محرمات مذکورہ کا ارتکاب و استعمال اُسکو جائز ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ یہ ارتکاب و استعمال اپنی نفسانی خواہشون کی وجہ سے نہو اور دِلّی کی آڑ مین شکار نکھیلتا ہو تو بیشک اللہ پاک غفور و رحیم ہے۔ ۱۲ محمد حسین عفی عنہ

بڑی فیض رسانی ہے اگروہ نکرین تو مردون کو یہ فضائل کیونکر میسر آئین علی ہذا القیاس مردون کی
طرف دیکھیے تو انکا متعہ کرنا عورتون کے لیے فیض کا کام ہے سو اس فیض کو طرفین مین عام رکھنا
چاہیے اور نکاح پر قیاس نفرمائین کیونکہ وہان مقصود بالذات توالد و تناسل ہوتا ہے تحصیل فضائل
نہین ہوتا نکاح کی عورت بمنزلہ زمین زراعت ہوتی ہے چنانچہ خداوند بھی یہی ارشاد فرماتا ہے
نِسَآءُكُمۡ حَرۡثٌ لَّكُمۡ[1] سو اس زمین مین اگر دس پانچ کا اشتراک ہوگا تو اسکی پیداواری یعنی اولاد
بھی مشترک ہوگی باین نظر کہ مقصود بالذات اس زمین سے جیسے بی بی کیے یہہ
پیداوار ہے جیسے اولاد کیے جیسے زمین اصلی سے اسکی پیداوار مقصود ہوتی ہے یہان بھی ہر کوئی
اس پیداوار کا خواستگار ہوگا اور نیز خواہش طبعی تولد اولاد بھی اسی کو مقتضی ہے پھر بوجہ محبت
طبعی یہ ہو نہین سکتا اسے لیجیے اسکو نہ لیجیے جو سب مین یون تقسیم ہوجائے در صورت تعدد اولاد ایک
بچہ ایک لے لے اور دوسرا بچہ دوسرا لے اور نہ یہ ہو سکے کہ ہر ہر بچہ کو کاٹکر گوشت تقسیم کرلین جیسے
در صورتیکہ ایک ہی بچہ ہو صورت تقسیم بھی نظر آتی ہے اسلیے چار ناچار نکاح مین مردون کا تعدد
تو ممکن نہوا ہان عورتون کے تعدد مین کچھہ خرابی نہ تھی پر متعہ مین مقصود بالذات اولاد ہوتی ہی نہین
بلکہ تقضاے حاجت اور تحصیل ثواب یا دوسرے کی حاجت کا روا کردینا اور ثواب کا کام کرادینا
بلکہ بعضی صورتو مین تحصیل اولاد ممکن نہین جیسے ایک ایک دو دو شب کے لئے کوئی عورت
روز متعہ کرتی رہے ایسی صورت مین اوّل تو بوجہ کثرت مجامعت جیسے رنڈیون کے اولاد
نہین ہوتی اولاد کیون ہوگی اور اگر ہوگی بھی تو سبھی کی ہوگی کسی ایک کی کیونکر کہدیجیے جو
اُسکے حوالہ کردیجیے پھر اولاد مقصود نہوئی تو وہی تقضاے حاجت و تحصیل ثواب یا دوسرے
کی حاجت روائی اور تائید کا ثواب باقی رہا سو اُسکی ممانعت قرین عقل و نقل ہرگز نہین فیض اور
ثواب کا کام جسقدر ہوسکے غنیمت ہے ایک سے کرنے مین ایک فیض اور ایک ثواب
ہوگا اور دو سے اور دس پانچ سے کرنے مین زیادہ فیض اور زیادہ ثواب ہوگا علی ہذا القیاس

---

[1] تمہاری بیبیان تمہاری کھیتی ہین ۱۲

نہین ہان متعہ ائمہ شیعہ کی روایت سے ثابت ہے جنکی طرف بطور شیعہ احتمال خطا
ممکن نہین پھر مسائل متفق علیہا اور اصول مذہب مین سے اگر کوئی اس مسئلہ کو نمانے تو
وہ شیعہ نہین تسپر اُسکی حلت ایسی واضح کہ کسی پر مخفی نہین اب لازم یون ہے کہ ہمارے
اس اعتراض کا جواب دیجیے ورنہ شرط انصاف نہین کہ دوسرون پر تقاضا اور اپنے آپ
آئین غائین تبلائین باقی فروع کو بھی اسی پر قیاس کیجیے **مصرعہ** قیاس کن زگلستانِ
من بہار مرا ؎ رہا اصول کی کچھ نپوچھیے ائمہ کو اُنکے اعتقاد کے موافق علم ازل وابد اور
اپنی موت وحیات کا اختیار[۵۱] جسکے بطلان پر بیسیون آیتین کلام اللہ کی گواہ زیادہ فرصت
نہین ایک ایک آیۃ دونون کے بطلان کے لیے پیشکش ہے اول کے لئے[۵۲] قُل لَّا یَعْلَمُ مَن
فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللہُ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ جو سورہ نمل مین
واقع ہے اور دوسرے مسئلہ کے ابطال لیے۔[۵۳] اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ
سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ کوئی جا لفظ فا کی تقدیم تاخیر کے ساتھ واقع ہے سوا اسکے اور کچھ حاجت
نہین مشتے نمونہ از خروارے ہان اگر اسباب کا اعتبار نہو کہ شیعہ کا یہ اعتقاد اور یہ مذہب ہے
یا نہین تو کلینی کو ملاحظہ فرمائین اور پھر یہ فرمائین کہ سنیون پر تو ذرا سے کلام اللہ کی مخالفت ص
بھی موافق **مصرعہ** (مومن) مین الزام انکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا ؎ اپنے ہی قصور
فہم سے مخالفت معلوم ہوتی ہے اور اپنی خبر نہین لیتے کہ اصول سے فروع تک جتنے مسائل
ہین سب کے سب کلام اللہ کے مخالف اور پھر مخالف بھی کیسے کچھ کہ آپکی پناہ موافقت کے لیے

ص براے طعن بیہودہ مخالفت

[۵۱] مین حضرات سے پوچھتا ہون کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ جو زہر نوش فرماکر ہم آغوش شہادت ہوئے تو اُسکی کیفیت سمیہ سے واقف تھے یا نہین اگر واقف نتھے تو انکو علم ازل وابد اور علم ماکان اور مایکون نہین اور آپکا یہ عقیدہ غلط اور اگر واقف تھے تو دیدہ ودانستہ ہلاک ہوئے اور خودکشی کی جسکی قباحت سے سارا زمانہ واقف ہے۔ ۱۲

[۵۲] اللہ پاک اپنے حبیب لبیب سے ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمد تم کہدو لوگون سے کہ تمام مخلوقات ذوی العقول اور غیر ذوی العقول کوئی بھی ہون غیب دان کوئی بھی نہین اور نہ کوئی جان سکتا ہے کہ ہم پھر کب مرکر جئین گے۔ ۱۲

[۵۳] جب انکی مدت حیات پوری ہوگی تو نہ ایکدم کی فرصت مرنے مین پیچھے ہو اور نہ انکو اختیار قبل اجل مرنیکا ہے۔ ۱۲ محمد حسین نکہت

فرض وواجب سنت مستحب تو نہین کہا جائز ہی فرمایا ہے سنو جب حصول درجات ائمہ اطہار و
سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین تو نہین فرمایا متعہ کے برابر کردیتے تو جاے اعتراض
تھی کہ ایسی ناپاک چیز کو ایسے پاک کام کے برابر کردیا فقط جواز پر تو اسقدر ترش رو ہونا مناسب نہ تھا
امام شافعی انہون نے اگر اولاد الزنا کا نکاح جائز فرمایا تو بدین نظر فرمایا کہ زنا سے نسب ثابت نہین
ہوتا چنانچہ میراث کا نملنا خود اسکی دلیل ہے پھر جو حرمت نسب نہوئی تو مصاہرت ثابت کیون ہوگی
اور مین جانتا ہون کہ اُنہون نے کچھ بیجا نہین کہا قطع نظر اسکے کہ نسب جیسی نعمت جسکے نعمت ہونے
پر اُدھر وجدان دوسری آیت قرآن واقعہ سورہ فرقان ۔ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ
نَسَبًا[۱۸] وَصِهْرًا دو شاہد عدل گواہ ہین ایسے فعل قبیح سے جسے زنا کہتے ہین کیونکر ثابت ہو ورنہ زنا بھی منجملہ
انعامات ہو محرمات نہو متعہ کو دیکھا کہ باوجود کثرت فضائل ووفور محامد وعظمت ثواب مثبت
نسب نہین چنانچہ اولاد متعہ کو میراث نہین پہونچتی پھر جب شیعون کے نزدیک متعہ مثبت نسب
نہوا تو امام شافعی اُسپر قیاس کرکے زنا کو مثبت نسب نہ سمجھے تو خفا ہونے کی بات نہین شیعون کو
آفرین وتحسین کرنی چاہیئے ہان یہ شکایت ہو تو بجا ہے کہ زنا متعہ کے ساتھ زنا مشہور کو اتنی
برابری مین بھی بے ادبی ہے زنا متعہ کجا زنا مشہور کجا پھر زنا معلوم کو ایسی زنا کے ساتھ کہ جو
عبادت ہو اتنا بھی مشابہ نکرنا چاہیئے اگر یہ شکایت ہے اور یہ اعتراض تو اسکا جواب
اہلسنت کے پاس نہین اور ہے تو یہ ہے مصرعہ جوابِ جاہلان باشد خموشی
لیکن شیعہ انصاف کرین تو جائے شکایت نہین ہان زنا مشہور کو فضائل مین زنا متعہ کے
برابر کردیتے تو بیجا تھا اب کیا ہے ابھی زمین وآسمان کا فرق ہے اوران سب باتون کو جانے
دیجیے امام ابوحنیفہ اور امام شافعی سنیون کے نزدیک شیعون کے سے امام نہین جو اُنکی
غلطی سے سنیونکا کوئی رکن مذہب ڈھہ جائے علاوہ برین مسائل مذکور کچھ اصول احکام
مذہب اہلسنت اور مسائل متفق علیہ مین نہین پھر اُنکی حلت وحرمت ایسی زبان زد عام وخاص

۱۸ اور وہ ایسا حکیم دانا ہے جسنے ناپاک نطفہ سے انسان کو پیدا کیا پھر انہین قرابت ونسب اور رشتہ سسرالی قائم کردیا ۱۲

مطلب مین بھی انھین کی جو نیان سیہ ہی کرتی تحسین دلیل کیا ہے مدلول کیا ہے کجا خانہ کعبہ اور کجا خلفاء عباسیہ کی سیہ پوشی کجا حضرت سید الشہداء کے ماتم کی سیہ پوشی غم اور فرحت مین زمین وآسمان کا فرق آنکھہ کھولکر تو دیکھو وہ کہان اور یہ کہان اجی حضرت کچہ انصاف فرمائیے خانہ کعبہ پر نوحہ کرنے والے کو کیونکر قیاس کرین وہ خدا کا گھر یہ خدا سے بیخبر اگر خدا یاد ہوتا تو یہ گریہ وزاری اور نوحہ وبیقراری نہوتی خدا تو فرمائے ۵۱ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ یہان رونے دہونے سے کار۔ خدا تو فرماے ۵۲ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الصَّابِرِیْنَ یہان برعکس جی صاحب حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے صدمات سے صدمہ ہے تو صبر کیجیے خدا کی اطاعت ہاتھہ سے نہ دیجیے اگر رنج وصدمہ نہین اور یہی سچ ہے تو کالے کپڑے اور جھوٹے آنسوؤن سے محبت نہ کیجیے اگر یہی دین وآئین ہے تو منافقین زمانہ نبوی بدرجہ اولی دیندار ومستحق کرامت پروردگار ہونگے آپ اگر اظہار محبت سید الشہداء علیہ السلام کرتے ہین تو وہ اظہار محبت سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کرتے تھے اُنکے اگرچہ جی مین محبت نہ تھی تو محبت آپکے بھی جی مین نہین باقی رہی سوزخوانی تصویر واقعہ کربلا سے اگر رونا آتا ہے تو سُنین آپکا کیا کمال ہر مجوس یہود ونصارا بھی اگر اس کیفیت کو سُنین تو رو اُٹھین ۵۳ کیفیات مصائب کو سنکر اجنبی کو بھی رونا آجاتا ہے اسے محبت نہین کہتے چنانچہ ظاہر ہے اور اسے بھی جانے دیجیے اگر یہی قیاس ہے تو کل کو بوجہ مقبولیت غم امام علیہ السلام سیہ پوشان محرم الحرام دعوی مسجودیت کرینگے وہی خانہ کعبہ جسکی سیہ پوشی دستاویز سیہ پوشی محرم ہے قبلہ نماز اور مطاف عشاق جانگداز ہے جب

(بقیہ نوٹ صفحہ ٣٢) ۵۰ اگر اپنے ذکر مین کپڑا اینٹھا اور دخل کیا اگر بایا اُسنے گرمی فرج کو اور لذت تو التبہ حج کو فاسد کرینگے ورنہ نہین پس نعبدا کہو تم ہکو اس صورت مین جب قصداً ہو یا بھولکر دانستہ ہو یا نادانستہ اختیاری حالت مین یا مجبوری مین اور نہین رجوع ہے مجبور پر جیسا کہ بحر الرائق شرح کنز الدقائق مین ہے۔ ١٢ محمد حسین مانکپوری عفی عنہ۔

(نوٹ متعلقہ صفحہ ہذا) ۵۱ بیشک اللہ پاک صبر کرنیوالونکو دوست رکھتا ہے۔ ١٢

۵۲ صبر کرو تم بیشک اللہ تعالے صابرون کے ساتھہ ہے۔ ١٢

۵۳ اگر محض کیفیت واقعی پر رونا آتا تو پوربی بیرون مین مرثیہ گانے کی حاجت ہی کیا تھی ہاتھہ پھیلا پھیلا کر بیاؤ بتلانیکی ضرورت ہی کیا تھی پھر بھی کہین رقت ہوئی کہین نہوئی اللہ ری سنگدلی ایک رونے مین اتنا طوفان بے تمیزی اٹھا کہ آج

دوسرا کلام اللہ چاہیے اس کلام اللہ کی موافقت تو معلوم ہو واللہ اعلم - السوال الخامس
معلوم نہین کہ سیہ پوشی خانہ کعبہ اور سیہ پوشی خلفاء عباسیہ کہ بقیمین جلال الدین سیوطی
کہ وہ امام اہلسنت ہے مصداق آیہ[1] اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ
قرار دیا گیا کتنا ہے اعتراض کرنا از راہ جہالت کے ہیں وہ نشیں کا خیال نہین اور دسوان بیسوان
چہلم وغیرہ ہوتا ہے بجز مصائب امام حسین علیہ السلام کے اور کچھ نہین ہوتا بخلاف اسکے
اہلسنت موافق خدا اور رسول کے جانتے ہین کہ خرقہ کو اعضاء تناسل پر لپیٹکر فرج زن مین
داخل کرے اور حرارت فرج اُس سے معلوم نہو اور انزال ہی ہو تو صحبت اور داخل کرنا
باعث حرمت کا نہین اسمین مادر اور خواہر اور اجنبی سب برابر ہین یہ بات لذت کی
شرع مین موافق خدا و رسول کے ہے اس صورتمین نہ غسل واجب ہوگا نہ حج مین فساد
ہوگا نہ حرمت کسی کی ثابت ہوگی کذا عبارتہ[2] لَوْ لَفَّ ذَكَرَهُ بِخِرْقَةٍ ثُمَّ اَدْخَلَهُ اِنْ وَجَدَ حَرَارَةَ
الْفَرْجِ وَاللَّذَّةَ تَفْسُدُ وَاِلَّا فَلَا تَسْتَمْتِنَا اِذَا كَانَ عَامِدًا اَوْ نَاسِيًا عَالِمًا اَوْ جَاهِلًا مُخْتَارًا
اَوْ مُكْرَهًا رَجُلًا اَوِ امْرَاَةً وَلَا رُجُوْعَ عَلَى الْمُكْرَهِ اِلَخْ كَمَا هُوَ فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ شرح کنز الدقائق ۱۲
اَلْجَوَابُ الْخَامِسُ - اس سوال کا جواب کیا لکھیے جیسے اپنے مذہب کی اور اہل مذہب
کی دردمندی باعث تحریر جواب ہے ایسے ہی حضرات شیعہ کی خوش فہمی پر افسوس موجب
پیچ و تاب ہے علماء شیعہ کو اعتراض کرنا نہین آتا تو اہلسنت سے سیکھ لیتے جہان کلام اللہ
کا استاد بنایا تھا تو اسکا بھی بناتے کیونکہ اگر وہ نہوتے تو پھر کلام اللہ ہی جہان مین نہوتا فہم

[1] فرمانبرداری کرو خدائے عظیم کی اور فرمانبرداری کرو اُسکے رسول کریم کی اور وہ لوگ کہ جو خلیفہ یا امام حاکم وقت ہون ۱۲
[2] اس آیہ شریفہ سے اطاعت اُولوالامر کی وہین تک ہے جہانتک موافق خدا و رسول کے ہو اسلیے کہ مابعد اسکے فرماتا ہے
فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ یعنے اگر کسی امر مین تم باہم اختلاف
و تنازع کرو تو اسے رجوع کرو طرف خدا اور رسول کے الخ ... اختلاف کی صورت مین کتاب اللہ اور کتاب
الرسول ہی حجت قرار دیا یعنی کسی امام مجتہد کا قول و فعل حجت نہیں امام اور مجتہد پر بھی اتباع کتاب اللہ اور کتاب
[illegible]

کہ اوتاری ہمنے تجبپر کتاب جسمین سب چیز کا بیان ہے یون معلوم ہوتا ہے کہ احادیث بجز تفصیل
اجمال اللہ اور شرح مشکلات قرآن اور کچھہ نہوگا اور نہ احادیث مین سوا ے کلام اللہ کے
اگر اور بھی ایسے احکام ہون جنکا کلام اللہ مین صراحۃً و اشارۃً ذکر نہو تو پھر اسکی کیا صورت ہوگی
کہ کلام اللہ مین سب چیز کا بیان ہے سو باین نظر کہ کلام اللہ مین صبر کی تاکید ہے اور نفاق کی
ممانعتین صاف صاف ہین اور اس قسم کی خرافات کا اصلا ذکر نہین جو حضرت شیعہ محرم او رغیر محرم
مین کرتے ہین اہل فہم کو یقین ہوگیا ہوگا کہ احادیث مین جو ہوگا اسی کے موافق ہوگا
اس صورت مین اس قسم کے واہیات موافق آیہ [۵۱]اِتَّبِعُوا مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا
مِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَاءَ سب ممنوع ہونگے اور پھر موافق آیہ [۵۲]وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ
ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ ان کامون کے کرنے والے داخل زمرہ ظالمان ہونگے ہان اگر مثل خلفاء
عباسیہ اور لباس خانہ کعبہ سیہ پوشی موجب ثواب نہ سمجھے جیسے بہت سے اہل شوق سیاہ
سبز زرد وغیرہ الوان کے کپڑے پہنتے ہین اور کچھہ موجب ثواب نہین سمجھتے تو یہ کام ممنوع نہوتا
بالجملہ موافق آیہ مذکورہ اور نیز موافق حدیث مشہورہ مذکورہ [۵۳]مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ
مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ اور نیز موافق حدیث۔ [۵۴]کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَّکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ
جو باتین کلام اللہ اور حدیث مین ثابت نہون پھر اُنکو بے ضرورت شرعیہ ثواب سمجھکر
کرے تو وہ باتین سب منجملہ بدعات ہونگی باقی وہ چیزین جو بوجہ ضرورت شرعیہ باوجود یکہ
کلام اللہ اور حدیث مین نہین ہوتین موجب ثواب ہوتی ہین تفصیل اُنکی ممکن نہین ہان ایک
نظیر مد نظر ہو تو بغور سُنیے کہ منجملہ اُنکے توپ و بندوق سے جہاد کرنا دین کی کتابون مین نہین ہے
یہ جملہ اشیا فراہم کرنا عین دین کا کام کرنا ہے یعنی یہ چیزین ہر چند کتاب اللہ و سنت رسول اللہ

[۵۱] دیکھو پہلے سوال کے جواب کو ۔ ۱۲
[۵۲] اسکا ترجمہ بھی وہین ہے ۔ ۱۲
[۵۳] جنبے ہمارے اس دین مین کوئی نئی بات نکالی جو کہ ہمارے اس دین مین سے نہین ہے تو وہ بات مردود ہے ۔ ۱۲
[۵۴] جو بدعت ہے وہ گمراہی ہے وہ دوزخ مین لیجانیوالی ہے ۔ ۱۲

سیہ پوشی وہان سے اڑائی تو قبلہ وکعبہ بننے کے لئے کون مانع ہے حضرت قبلہ وکعبہ مجتہد العصر تو برائے نام قبلہ وکعبہ ہین پر نوحہ کنان وسیہ پوشان محرم واقعی قبلہ وکعبہ بنین گے اور حضرت مجتہد العصر بھی ناچار اُنکی جانب جھکین گے آخر ہم سنتے ہین کہ حضرت مجتہد العصر دربارہ سیہ پوشی وسینہ زنی وتعزیہ داری ومرثیہ اتنا اہتمام اوران امور خیر ہین جو مشعر محبت ہین مثل عوام اجتہاد نہین فرماتے علی ہذا القیاس مجتہدان سابق کا بھی حال ایسے ہی سنتے چلے آتے ہین بالجملہ قیاس کرنے کو کوئی ساتھہ ہی چاہیئے لباس خانہ کعبہ پر لباس نوحہ گران بے صبر کو قیاس نکرنا چاہیئے وہ اور قسم کی چیز مظہران غم اور قسم باانیہمہ ایک قسم کی چیز مین بھی ایک کے حال کا لحاظ ضرور ہے بیمار کو صحیح تندرستون پر قیاس کرکے بدپرہیزی کی چیز نہ کھلانی چاہیئے اگرچہ دونون ایک ہی قسم کی چیز ہین سو جیسے صحیح تندرستون کو پلاؤ زردہ کھانے مین کچھہ حرج نہین اور بیمار کھائے تو خیر نہین ایسے ہی خانہ کعبہ کی سیہ پوشی جائز ہو اور نوحہ گردن کے لئے ناجائز ہو تو کیا مضائقہ ہے ہان اگر سیہ پوشی دین کے مقدمہ مین ایسی ہوتی جیسے زہر قاتل بنی آدم کے لئے کہ نہ تندرست کو کھانا چاہیئے نہ بیمار کو تو اُسوقت اس اعتراض کا موقع تھا ہم کہتے ہین کہ جو چیز اصل سے بُری ہے وہ سب جگہ بُری ہے مگر لباس کسی کے نزدیک کسی مذہب مین اصل سے بُرا نہین جو یون کہیئے کہ خانہ کعبہ کے لیئے بھی بُرا ہے اور خلفاء عباسیہ کے لیئے بھی بُرا ہے اسمین اگر بُرائی ہے تو اسی وجہ سے جو درباب مرثیہ خوانی جواب سوال اول مین مرقوم ہوچکی یعنی بہ نیت جزع یہ کام شیعون کے نزدیک اُن کامون سے ہے جن کامون پر ثواب کی اُمید ہے پھر باانیہمہ نہ کلام اللہ مین اسکا پتہ نہ حدیث شریف مین اسکا نشان کلام اللہ کا حال تو ظاہر ہے بلکہ کلام اللہ مین اگر ہے تو صبر کی تاکید ہے نہ یہ کہ جزع فزع کیا کرو زمانق کی ممانعت ہے نہ یہ کہ غم کی صورت بنا کر سب کو جتلایا کرو چنانچہ اوپر مذکور ہوچکا ہے رہی احادیث نبوی وہ کلام اللہ کے موافق ہے اور کیون نہو آیت شریف ۔ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ جسکے یہ معنی ہین

(بقیہ نوٹ متعلقہ صفحہ ۳۳) حضرات کی اس حالت پر اسلام زار زار رو رہا ہے۔ ۱۲ محمد حسین مانکپوری عفی عنہ۔

ہونا اہلسنت کے اعتراض کا دافع نہین ہوسکتا شیعون کی معتبر حدیثون کو بھی اہلسنت معتبر نہین سمجھتے جو انین ہونا اُنکے لئے حجت ہو ہان اگر حضرت سائل سیہ پوشی خانہ کعبہ اور سیہ پوشی خلفاء عباسیہ پر قیاس فرماکر اہلسنت پہ الزام نرکھتے اور قصداً ثبات سیہ پوشی قواعد اہلسنت سے نکرتے توخیر یہی کہتے کہ وہ جانین انکا کام مگر ستم تو یہ ہے کہ بوجہ اہلسنت سے حجتین کرتے ہین مصرعہ مشہور ہے **مصرعہ** لڑتے ہین اور ہاتھہ مین تلوار بھی نہین دُوا ب گزارش دیگر یہ ہے کہ لباس خلفاء عباسیہ اگر بوجہ ماتم داری حضرت سید الشہدا تھا علی ہذاالقیاس استار خانہ کعبہ بغرض مذکور سیاہ مقرر ہوا ہے تب تو خلفاء عباسیہ کی داد دیجیے اور اہلسنت کی فریاد نہ کیجیے اور اگر بوجہ عزاداری سید الشہدا علیہ السلام نتھی بلکہ زیب و زینت و آرایش ہے تو آپکو کیا زیبا ہے کہ ایسے غم مین یہ خوشی پھر وہ بھی باقتدا خلفاء عباسیہ جن سے ائمہ اہلبیت نے کیا کیا رنج اُٹھائے اور کیسے کیسے داغ کھائے اور اگر کوئی وجہ دوسری ہو تو پہلے تعیین فرمائیے پھر قیاس دوڑائیے مگر دلین تو آپ بھی جانتے ہین کہ یہ لباس خلفاء عباسیہ نے بوجہ آرایش اختیار کیا تھا کوئی صدمہ باعث سیہ پوشی نہین علی ہذاالقیاس خانہ کعبہ کا غلاف کسی تعزیہ مین سیاہ نہین ہوگیا آرایش خانہ کعبہ مقصود ہے کوئی تعزیت مقصود نہین سو حضرات شیعہ کو بھی اس واقعہ پر اظہار سرور مدنظر ہو گا جو لباس زینت اختیار کیا اور شاید کیون کہیے یقینی کیسے تاشہ مرفہ ڈھول نفیری روشنی گانا بجانا کونسی بات شادی کی چھوڑ دی فقط ایک آنکھونکو تھوک لگاکر زور سے چلانا اور سینہ پر ہاتھہ مارکر محفل کو سر پر اُٹھانا غم مین شمار کیجیے یا بہانڈونکا تماشہ قرار دیجیے مگر غم کا کوئی سامان بھی نہین شادی کا سامان ہے جیسے بوجہ شہادت عیش و نشاط وقت شادی بہانڈون کے کسی مصیبت کی نقل مین پہنچنے کو غم پر کوئی محمول نہین کرتا یہان بھی وہی سارا سامان موجود ہے غم نہ سمجھئے شادی سمجھیے اور کیونکر نہ سمجھیے شیعونکی اصل کو ٹٹولیے تو اُنکے پیشوا وہی ہین جنہون نے اول حضرت سید الشہدا علیہ السلام کو بلوایا پھر

صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین مگر انکی مثال ایسی ہے جیسے طبیب نسخے مین دو تولہ شربت بنفشہ
مثلاً لکھے اور بیمار کسی سے شربت بنفشہ کی ترکیب دریافت کرکے دوائین جمع کرے سُہائی لائے
چولھا بنائے آگ جلائے قوام پکائے شربت بنفشہ بنائے ہر چند اتنے بکھیڑے کی نسخہ مین تصریح نہ
تھی مگر باین نظر کہ شربت بنفشہ بے اس بکھیڑون کے حاصل ہو نہین سکتا لاچار کرنا پڑے گا
اور اس بکھیڑے کا کرنا امتثال امر طبیب سمجھا جائیگا موجب خوشنودی طبیب ہوگا سو جیسے
طبیب نے نسخہ مین دو تولہ شربت بنفشہ ہی لکھا تھا اور اس جھگڑے کا اصلا ذکر نہ تھا اور باینہمہ
اسکا کرنا باعث ناخوشی نہین بلکہ اگر شربت بنفشہ تیار نہ ملے تو اس جھگڑے کا نکرنا البتہ موجب
ناخوشی ہوگا ایسا ہی تصنیف کتب اور آلات مذکور کا ہر چند کتاب اللہ اور احادیث نبوی
مین کہین ذکر نہین صراحۃً پر باین نظر کہ جہاد اور علم اس زمانہ مین ان دونون پر موقوف
ہین تو اسکا کرنا موجب ناخوشی نہوگا بلکہ نکرنا موجب نارضامندی خداوند ذوالجلال و
رسول باکمال صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا ہان اگر ایسی کمی بیشی ہو جیسی طبیب نے دو دوائین
لکھی نہین یہ اُنمین اپنی راے سے ایک دوا اور بڑہادے یا گھٹادے یا اوزان ادویہ مین اپنی
راے سے کمی بیشی کردے جیسے تصرفات سے طبیب ناخوش ہوجائے اللہ جلشانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بھی ایسے تصرفات سے ناخوش ہونگے انکی مثال ایسی ہے جیسے فرائض خمسہ چار کردیجئے یا چھہ کرلیجیے یا اعداد
رکعات مین تصرفات کرکے خلل دیجئے مگر چونکہ معمولات شیعہ کا نہ کلام اللہ نہ حدیث مین پتا ہے نہ کوئی حکم احکام ضروریہ
شرعیہ مین سے اسپر موقوف ہے بلکہ معمولات مذکورہ کے باعث صبر جو احکام ضروریہ شرعیہ مین سے ہے ہاتہہ سے جاتا
رہتا ہے تو لاریب حسب ہدایت مثال مذکور سب موجب ناخوشی خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ہونگے اب سُنیئے کہ جیسے کلام اللہ اور احادیث اہلسنت مین ان معمولات کا کہین پتا
نہین احادیث تشیع بھی انکے بیان سے خالی ہین اسی سبب سے جو علماء شیعہ کہ متقی ہوتے
ہین ایسی باتون سے احتراز کرتے ہین اور اگر فرض کیجیے احادیث شیعہ مین کہین اس قسم کا مذکور
بھی ہو تو قطع نظر اس سے کہ شیعون کے نزدیک وہ حدیثین معتبر بھی ہون یا نہون اُن حدیثون

شربت مین گھولکر حضرت کا خون پیتے ہین کیون نہ ہین حضرت کے خون کے پیاسے ہین علی ہذالقیاس
اور چال ڈھال کو غور کیجیے تو وہی نسبت ہے جو کہا کرتے ہین سگ زرد برادر شغال فرصت
نہین ورنہ مین تفصیل کردیتا ایک اظہار غم کے لیے سیہ پوشی رہگئی تھی سو وہ بھی امام ہمام کے
غم کے بہانہ مین کر دکھلائی با اینہمہ یہ تو فرمائیے امام جلال الدین پر اعتراض تو کیا پر نشان
کتاب کیون نہ بتایا ہم کہتے ہین کہ جلال الدین سیوطی نے خلفاء عباسیہ کے لیے فتوی دیا
لیکن یہ تو فرمائیے مثل سیہ پوشی محرم ثواب تو نہین فرمایا جو آپکو گنجایش قیاس ہو اسکے بعد آپنے
جو بہاگتے ہوے اور ایک شتپنک ماری اور یہ فرمایا کہ جلال الدین سیوطی نے خلفاء عباسیہ کو
اولوالامر قرار دیا اسکی کیا حاجت تھی اگر باعتبار اختیار ظاہر لیتے ہو تو اُنمین کچھ کلام نہین،
آپ بھی جانتے ہین کہ خلفاء تھے آپنے اُنکو اپنے سوال مین بلقب خلفاء عباسیہ یاد کیا ہے پھر
امام جلال الدین نے اُنکو اُولوالامر کہدیا تو کیا گناہ کیا اور اگر بوجوہ استحقاق لیجیے یعنی قرشیتہ
صلاحیت تقوی وغیرہ جنکی فراہمی سے خلیفہ وقت خلیفہ راشد کہلاتا ہے تو اُسکو آپ بھی جانتے
ہین کہ کوئی اہلسنت خلیفہ راشد نہین کہتا بلکہ اکثرون کو ملوک جبارین مین سے سمجھتے ہین خلفاء
راشدین تو اُنکے نزدیک پانچ ہین چار یار اور ایک امام حسن علیہم رضوان اللہ تعالے مگر اُنکے
خلیفہ راشد ہونے اور اُنکے نہونے کے یہ معنی نہین کہ اور سب ظالم ہی تھے اسکی ایسی مثال ہے
جیسے شیعہ کہتے ہین کہ ولی حضرت امیر ہین مگر اسکے یہ معنی نہین کہ اور گیارہ امام باقی نعوذ باللہ
منہا گنہگار ہین خلفاء عباسیہ کا۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ[1]
کا مصداق ہوکر واجب الاطاعت ہونا سو اسکا جواب یہ ہے کہ اہلسنت کے نزدیک خلیفہ
کا مقرر کرنا اس غرض سے ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا کرے یعنی ضروریات دین کو
جاری اور بدعات اور سیئات اور کفریات کو مٹادے لفظ اُولوالامر ہی اسپر دلالت کرتا ہے
سو اگر وہ اقامت دین کرے تب اُسکی اطاعت کرے ورنہ نکرے کیونکہ گناہ کے مقدمے مین

[1] دیکھو سوال خامس - ۱۲

دغا کی عبید اللہ بن زیاد کے ساتھ ہوکر حضرت کو قتل کرا دیا سو انکو اور انکی امت کو خوشی نہو گی تو اور کیا ہو گا اور اسے بھی ایک طرف رکھیے ہم پوچھتے ہین کہ حضرت سید الشہدا علیہ السلام کا اظہار غم ہی چاہیئے مثل اہلسنت صبر کرکے اس غم مین دلکو جلاییے پہ یہ تو بتایئے کہ یہ قاعدہ اظہار غم کا کہانسے اڑایا اللہ تعالےٰ نے مثل قواعد دین اسکے لیے کوئی قاعدہ نہین بنایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم نفرمایا بجز اسکے کہ نصارا سے یہ بات اڑائی ہو اور کچھہ سمجھہ مین نہین آتا نصرانیو نمین اظہار غم کے لیے اس قسم کے احکام صادر ہوتے ہین مگر اہل دانش جانتے ہونگے کہ میور صاحب کے مارے جانے مین جو حکم سیہ پوشی ہر خاص و عام کو ہوا تھا تو انکے دلمین اس بات سے غم نہین گھس گیا بلکہ فقط ایک نفاق ہی تھا خیر یہ تو سب ہی جانتے ہین کہ ان باتون سے غم دلمین نہین آتا پر اسکے ساتھ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا تھا کہ مثل عیسیٰ علیہ و علےٰ نبینا الصلوۃ والسلام ایک قوم تمہاری محبت مین ہلاک ہوگی اور ایک قوم عداوت مین روافض خوارج نے سچکر دکھایا یعنی اگر خوارج نے دربارہ عداوت حضرت امیر علیہ السلام یہود کی پیروی کی تھی تو حضرت شیعہ دربارہ افراط محبت نصارا کے قدم بقدم چلے نصیریہ نے تو صاف صاف حضرت امیر کی خدائی کا اقرار کیا اور اثنا عشریہ نے گو اسطرح بے پردہ اقرار نکیا پر بوجہ اثبات علم غیب وغیرہ پردہ مین اقرار خدائی کیا کیونکہ بشہادت کلام اللہ جیسا کہ مذکور ہو چکا علم غیب خدا کو ایسا لازم ہے کہ جیسے آفتاب کو دہوپ کہ سوائے آفتاب کے اور کسی مین نہین اسی طرح علم غیب سوائے خداوند علیم کسی اور مین نہ سمجھنا چاہیئے اور کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کہ یہ اُسکو خدا سمجھتا ہے نصرانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سولی پر چڑہنے کو اپنے گناہون کے لیے کفارہ سمجھتے ہین حضرات شیعہ حضرت سید الشہدا کے خون کا خون بہا شیعو نکی مغفرت خیال کرتے ہین انکے یہان حضرت مسیح کی حاضری ہوتی ہے جسمین نان وشراب کو بلفظ گوشت وخون مسیح علیہ السلام تعبیر کرکے نوش کرتے ہین یہان باختلاط خون سید الشہدا خاک کربلا کو پانی

انکو سے اعتقاد رکھے تو کافر نہین ہو جاتا سو جیسے یہ لازم نہین آتا کہ بیٹی سے زنا اور رانڈ سے بوسہ لینا جائز ہے ایسے ہی اگر کسی نے ایسی ہی کوئی بات لکھدی تو اس سے اُسکا جواز ثابت نہین ہوتا اہلسنت وجماعت اور اہل شیعہ اسبات پر متفق ہین کہ نماز مین روزہ نرکھنا کچھ نقصان نہین کرتا اور نماز کا نہ پڑہنا روزہ کا ناقض نہین مگر اہل فہم کے نزدیک اسکے یہ معنی نہین کہ روزہ کا نرکھنا اور نماز کا نہ پڑھنا جائز ہے ہان شیعون کے فہم مین اگر ایسی عبارت سے ایسے معنی سمجھہ مین آجائین تو کیا بعید ہے اُنھین اللہ نے فہم کچھہ نہین دیا مگر اُنھین فہم نہین تو ہمکو بھی اُنسے کلام نہین کلام اہل فہم سے ہے نافہم سے نہین حضرات شیعہ کی قدیمی عادت ہے کہ اپنا عیب دوسرونکے ذمہ لگاتے ہین **مصرعہ** خطا کہ کردی سزا میدہی کہ اجانان زیہ فریہ فہم وفراست شاید اغلام زنا سے میسر آتا ہے جب ہی اس فہم مین سارے جہان سے ممتاز ہین یہ چیز تو سب جگہ یہان حرام ہے ہان حضرات شیعہ البتہ اس دولت بے زوال سے کامیاب ہین یہ عقل اور یہ مضامین وہین سے نکالے ہونگے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کیوقت سے لیکر اس زمانہ تک جتنے انبیا گذرے ہین اُنکے دین مین یہ بات کبھی جائز نہین ہوئی جو لوگ پابند دین نہین اپنے کسی آئین کے پابند ہین انمین سے بھی کسی نے یہ بات آجتک تجویز نہین فرمائی ہان علماء شیعہ نے البتہ زن منکوحہ اور باندی سے اغلام کرنا حلال طیب رکھا ہے چنانچہ ارشاد مین حلی نے اسطرح فرمایا ہے کہ اَلْوَطْیُ فِی الدُّبُرِ کَالْوَطْیِ فِی الْقُبُلِ فِی جَمِیْعِ الْاَحْکَامِ حَتّٰی یَتَعَلَّقُ بِہِ النَّسَبُ جسکے یہ معنی ہین کہ اغلام اور صحبت معہودہ کے احکام سارے ایک ہین یہانتک کہ ثبت نسب بھی ہے

(بقیہ نوٹ متعلقہ صفحہ ۴۰) چھپانا کافی ہے باقی کھلا رہے تو رہے کوئی حرج نہین - ۱۲

(نوٹ متعلقہ صفحہ ہذا) سلہ استبصار کی کتاب الطہارۃ فی باب القبلہ ومس الفرج یعنی اس باب مین کہ بوسہ لینا اور فرج کو چھونا نماز مین جائز ہے لکھا ہے کہ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ الرَّجُلِ یَعْبَثُ بِذَکَرِہٖ فِی الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ فَقَالَ لَا بَاْسَ یعنی مین نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر کوئی نماز فرض مین اپنے آلہ تناسل اور خصیہ وغیرہ شرمگاہ کے ساتھ کھیلے اچھالے تو کیا حکم ہے امام نے فرمایا کوئی مضائقہ نہین ہے - ۱۲

سلہ دخول کرنا پاخانہ کے مقام مین ویسا ہے جیسا دخول کرنا عورت کے پیشاب کے مقام مین کل احکام مین یہانتک کہ نسب کا تعلق بھی ہو جاتا ہے - ۱۲

کسیکی اطاعت نہین بالجملہ جب وہ کار مذکور نکرے تب وہ اولوالامر بھی نہین اگر بالکل برعکس کرتا ہے تو بالکل نہین اور اگر کسیقدر اقامت دین بھی کرتا ہے تو اُسیقدر وہ اولوالامر بھی اتنی ہی باتون مین اُنکی اطاعت واجب ہے باقی رہی یہ بات کہ اگر وہ اقامت دین نکرے تو کیا کرے اگر صبر وتحمل نظر نہ آئے تو مثل سید الشہداء علیہ السلام جان پر کھیل جائے ورنہ مثل دیگر ائمہ صبر کرے اور چون وچرا نکرے اسکے بعد جو کچھ ارشاد ہے اسکی تشبیہ مین حیران ہون لو امیر خر کہیے یا گوشتر کہیے بہر حال امین تو آپنے ایسی عورت کا کام کیا ہے جو آپ گوز مار کر اورونکے ذمہ لگا یا کرتی تھی خیر اس سے تو شاید برا نہین گو بُرا ماننے کا تو موقع نہین ہدایت آپ کی طرف سے ہے اور یہ سُنا ہوگا **مصرعہ** کلوخ انداز را پاداش سنگ است ؎ مگر ہم درگذرتے ہین اور دوسرا شعر آپ کے مجرا مین عرض کرتے ہین **؎** کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقان مصلحت را تہمتے بر آہوے چین بستہ اند ؎ ملا زمان والا کیون ایسے بھولے ھٹکے لف حریر کے مسئلہ کا شہرہ تو شرق سے غرب تک ہوگیا سنیون کو جب چھیڑنا تھا کہ جب مذہب شیعہ پر تبرا کر لیتے ہمارے طرفدار بثیں بادشن لیتے مگر آپنے کچھ تو خدا کا خوف کیا ہوتا اجی حضرت مرزا بھی ہے اس طوفان بے تمیزی کے کچھ بھی دیکھنے ہین ہمین پر تہمت لگائین پھر ہمین سے آنکھ ملائین **مصرعہ** چہ دلاورست وزدے کہ بکف چراغ دارد ؎ بحر الرائق مثل کتب شیعہ نادر الوجود نہین کہین اوّل سے آخر تک اگر یہ بات نکل آئے کہ اس قسم کے افعال جائز ہین تو ہم آپکو سلام کرین ہان اہل فقہ ہر قسم کے مسئلہ احتمالات لکھکر انکے احکام لکھدیا کرتے ہین مثلاً شیعون کے یہان روزہ مین اگر کوئی اپنی مان کا بوسہ لے تو اُسکے ذمہ کفارہ [1] لازم نہین آتا اسی طرح اگر بیٹی سے زنا کرے اور حضرات

[1] یون ہی حضرات کے نزدیک اغلام مردون کے ساتھ اگرچہ حرام ہے مگر روزہ مین کوئی خلل نہین پیدا ہوتا جیسا کہ علامہ حلّی المذہب کتاب الصوم مین لکھا ہے کہ ۔ فِیْ فَسَادِ الصَّوْمِ بِوَطْیِ الْغُلَامِ تَرَدُّدٌ وَاِنْ حَرُمَ یعنی مرد کے ساتھ اغلام کرنے سے روزہ نہین فاسد ہوتا گو یہ فعل حرام ہو ہوا کرے اور اسی کتاب کی کتاب الطہارہ فی موجبات الغسل مین لکھا ہے فِیْ وُجُوْبِ الْغُسْلِ بِوَطْیِ الْغُلَامِ تَرَدُّدٌ یعنی لونڈے کے ساتھ اغلام کرنے سے غسل کے واجب ہونے مین تردد ہے یعنی کسی کے نزدیک واجب ہے اور کسی کے نزدیک نہین یون ہی اپنی منکوحہ یا متعہ والی عورت سے اغلام کرنا جائز وحلال ہے اور جامع عباسی مین لکھا ہے کہ اَلْعَوْرَۃُ فِی الرَّجُلِ الْقُبُلُ وَالدُّبُرُ یعنی صرف سوراخ مقعد اور دونون خصیے اور ذکر جائزہ

منع فرمایا برخلاف اسکے خلیفہ دوم نے اپنے عہد خلافت مین اسکو جاری کیا چنانچہ جامع الاصول کتاب حدیث اہلسنت مین موجود ہے کہ خلیفہ صاحب نے خود فرمایا کہ یہ بدعت ہے مگر حسنہ معاذ اللہ جسے آنحضرت منع فرمائین اسکو خلیفہ جاری کرین اور سُنی اس سنت خلیفہ کو حرام نہ کہین تعجب کی بات ہے کہ تعزیہ کا بنانا کہ جسکی حرمت کسی جگہ ثابت نہین اُسے بے تامل حرام کہین اَلْجَوَابُ السَّادِسُ صفحہ ۲۰۹ کتاب تحفہ مین حدیث متفق علیہ مین مروی ہے کہ مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ یہ طعن اہلسنت پر الزام نہین ہوسکتا کیونکہ انکی جمیع کتب حدیث مین بشہرت وتواتر ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت نے تین رات رمضان مین تراویح ادا فرمائی اور مثل دیگر نوافل اُنکو تنہا ادا فرمایا اور عذر ترک مواظبت مین بیان کیا کہ اِنِّی[۵۲] خَشِيْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جبکہ یہ عذر زائل ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے احیائے سنت نبوی فرمائی قاعدہ اصولی نزدیک شیعہ وسنی کے مقرر ہے کہ جو حکم بموجب نص شارع کے معلل ہو کسی علت کے ساتھ تو وقت ارتفاع اس علت کے وہ حکم بھی مرتفع ہوجاتا ہے اور جو یہ کہتے ہین کہ باعتراف حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ بدعت ہے کہ زمانہ آنحضرت مین نہ تھی تو جو چیز کہ بوقت خلفاء راشدین وائمہ اطہار واجماع امت ثابت ہوئی اور زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین نہ تھی اُسکو بدعت نہین کہتے اگر بدعت کہین گے تو حسنہ ہے نہ سیئہ پس حدیث منقول مخصوص اُسپر ہے کہ شرع مین جسکی کچھ اصل نہو اور خلفاء اور ائمہ اور اجماع امت سے بھی ثابت نہوا ہو اب شیعہ حق عید غدیر وتعظیم روز نوروز وادائے شکر روز قتل حضرت عمر وتحلیل فروج جواری اور محروم کرنے بعض اولاد کو بعض ترکہ سے کہ یہ چیزین زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین نہ تھین اور ائمہ نے انکو احداث کیا کیا کہین گے اس عبادت دحمانی مین کیا زہر ملگیا کہ بدعت شنیعہ ٹھیری اور ان لغویات مین کیا امر ہے کہ سنت سنیہ ہوئی سچ ہے حب ایمان ہو تب تو

[۵۱] دیکھو جواب خامس-۱۲

[۵۲] اِنِّی آہ-مین ڈرتا ہون اسبات سے کہ مبادا تمپر فرض نہو جائے-۱۲

کیا مزے کی بات ہے کہ اغلام کرنا تو جائز ہے چہ وہ کیا افسون ہوگا جسکے سبب سے بچہ بھی ہم
کی راہ سے آجاوے بہرحال حضرات شیعہ کے مذہب مین یہ بڑا لطف ہے کہ متعہ تو تھا اغلام بھی ہے
حالانکہ کلام اللہ مین تصریح مذکور ہے نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ جسکے کہلے ہوئے یہ معنی ہین کہ تمہاری
عورتین تمہارے لیے کھیت ہین اور سب جانتے ہین کہ کھیت بغرض زراعت ہے سو وہ زراعت
جو اس کھیت سے مقصود ہے اور وہ پیداوار جو اس زمین مین ہوتی ہے یہی اولاد ہے جو بطریق معہود
عورت کی مباشرت سے متصور ہے نہ اغلام سے ہان کوئی افسون یا طلسم حضرات شیعہ کے پاس
شاید ایسا ہو کہ مثل بازیگرون کے کہین سے ڈالی اور کہین سے نکالی ؏ نہین ہین خوش نکال
تر یہ خار دلنشین نکلے ؂ جنون یہ نشتر کیسے کہین ڈوبے کہین نکلے ؂ قربان جائیے اس مذہب کے
جسمین دنیا مین یہ عیش و نشاط اور آخرت مین وہ درجات اور بھی کچھہ نہو تو اس مذہب کی
افضلیت کے لیے متعہ کے فضائل اور حرمون اور امہات الاولاد کے بغرض صحبت و اغلام عاریت
دینے کے ثواب اور درجات اور اغلام کا جواز ہی کافی ہے سبحان اللہ اہلسنت پر آوازہ پھبکتے
ہین اور اپنے آپکو نہین دیکھتے مگر ہان یون کہیے کہ ان اسرار کی برکات کی اہلسنت کو خبر نہین
؏ ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم ؂ اے بے خبر ز لذت شرب مدام ما ؂ اب فرمائیے کہ لذت کی
باتونکو خدا اور رسول کے نام پہ لگا کر شیعون نے دین و آئین بنا رکھا ہے یا اہلسنت نے لازم ہے
کہ بس کیجیے ہمارا ایسی باتون کا شیوہ نہین مگر کیا کرین جزاے سیئۃ سیئۃ مثلہا کے موافق ہمکو جواب
دینا پڑا [1] سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ — السؤال الستا[ون]
حدیث مین ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کی راہ نار ہے مراد بدعت سے وہ ہے کہ خلاف قرآن
اور حدیث کے کوئی امر احداث کرے جیسا کہ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جماعت تراویح کو

(بقیہ نوٹ متعلقہ صفحہ ۴۱) ؎۵ یعنی بی بی کے ساتھہ اغلام اور جماع کرنا بالکل پہلو بہ پہلو قدم بقدم ہے سر مو فرق کسی
بات مین نہین جیسے مفارقت حلال ویسا ہی اغلام بھی حلال اگر بعد فعل فرج پورا ہو دینا آتا ہے تو اغلام سے بھی پورا ہو دینا ہے
(نوٹ متعلقہ صفحہ ہذا) [1] اے میرے پاک خدا تیری پاکی کرتا ہون اور تیری حمد کرتا ہون گواہی دیتا ہون کہ نہین کوئی
معبود تیرے سوا اور تیری بخشش مانگتا ہون اور تیری بارگاہ والا کیطرف پھرتا ہون ۔ ۱۲

نیک و بد کی پہچان ہو جو کہ اہلسنت کے خلفاء راشدین بھی حکم ائمہ کا رکھتے ہین سحدیث مشہور کہ مَنْ یَعِشْ مِنْ بَعْدِیْ فَسَیَرَی اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ مِنْ بَعْدِیْ عَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ احداث حضرت عمرؓ کو بدستور احداث ائمہ دیگر بدعت نہین جانتے اور اگر بدعت جانتے ہین تو سیئہ نہین جانتے حسنہ جانتے ہین آنحضرت تو ارشاد فرماتے ہین کہ بعد ہمارے طریقہ ہمارا اور ہمارے اصحاب کے طریقہ کو مضبوط دانتون سے پکڑنا پس یہ تراویح وہ ہے کہ حضرت نے تین روز پڑھی اور پھر بخیال فرضیت ترک فرمائی لیکن یہ نہین فرمایا کہ ہمارے بعد نہ پڑھنا بعد آپ کے دغدغہ نزول وحی باقی نہ رہا حضرت عمرؓ نے اس سنت کو زندہ کیا لیکن تعزیہ کا بنانا کس کتاب مین ہے اگر بھی قرآن مین ہے تو دکھاؤ اور جو مصحف غائب ہین پاس امام غائب کے ہے لاؤ کس حدیث مین ہے سناؤ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ مین تمہارا مجتہد تو یون لکھتا ہے کہ مَنْ جَدَّدَ قَبْرًا اَوْ مَثَّلَ مِثَالًا فَقَدْ خَرَجَ عَنِ الْاِسْلَامِ۔ یعنے جسنے تجدید کی کوئی قبر یا بنائی کوئی مثال وہ خارج ہوا اسلام سے خود تمہارا مجتہد تمکو اسلام سے خارج بتاتا ہے اب تقریر تمہاری کہ تعزیہ کی حرمت کسی جگہ ثابت نہین اسے حرام کہین ہم تمہاری کتاب سے ثابت کر چکے مگر تمنے کوئی ثبوت جواز کا پیش نکیا یہ بیاہ مین بی بی کے ساتھ کا ست کو رنہین ہے کہ تمہین نے لوٹا تمہین نے کھایا جب کسی مرد کی چپیٹ مین آوگے تب توبہ تلہ مچاؤ گے فقط

تمت

۱۔ جو زندہ رہیگا میرے بعد وہ دیکھ لیگا بہت بڑا اختلاف پس اسوقت تم لوگون پر میری سنت لازم ہے اور میرے خلفاء راشدین مہدیین کی سنت جو میرے بعد ہونگے پکڑو تم اسکو دانتون سے۔ ۱۲

واضح ہو کہ

اس مطبع مجتبائی دہلی مین ہر قسم کی کتابین - قرآن شریف
حمائل سادہ مترجم - اور کتب دینیات عربی فارسی اُردو
وکتب درسیہ مدارس عربی - اسلامی وکتب مصنفہ
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی وحضرت شاہ عبدالرحیم
ومولانا شاہ ولی اللہ وشاہ اہل اللہ وحضرت مولانا شاہ
عبدالعزیز وحضرت مولانا شاہ محمد اسحق محدث دہلوی وحضرت
نواب قطب الدین خان ومولوی محمد قاسم صاحب وحاجی شاہ امداد اللہ
صاحب رحمہم اللہ وحضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مولوی
شاہ اشرف علی صاحب تہانوی ومولوی عبدالحق صاحب
حقانی ودیگر علماے نامدار وپیران کامگار وکتب مطبوعہ ہر بلاد
وامصار - استنبول - مصر - بمبئی کلکتہ - لکھنو - کانپور وغیرہ
اور جملہ علوم وفنون کی کتابین موجود ہین -

محمد عبدالاحد عفی عنہ پروپرائٹر مطبع مجتبائی دہلی